بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۵

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۴۵

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۲۴ر جمادی الثانی ۱۴۱۷ ہجری ۷ر نبوت ۱۳۷۵ ہش ۷ر نومبر ۱۹۹۶ء

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

1504.
Mr. Er. M.Salam,
Deputy Chief (Engg.)
R.E.C.Project Office,
MYTTIE ESTATE; UPPER KAITHU,
SHIMLA 171 003 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لندن یکم نومبر (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ ناروے کے دورہ سے تشریف لانے کے بعد حضور انور نے خطبہ جمعہ (ساڑھے ۶ بجے ہندوستانی وقت کے مطابق) مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا حضور نے اپنے دورے کے حالات کا مختصر ذکر کرنے کے بعد قول سدید اختیار کرنے اور اس میں عمل پیرا ہونے کی عالمگیر جماعت احمدیہ کو تلقین فرمائی۔ احباب کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعا کرتے رہیں

جماعت کو نصائح

فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں ہمارا خدا علی کل شیئ قدیر خدا ہے قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لئے بیٹھے رہتے ہیں نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۸۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

دورہ بلجیم و ہالینڈ کی چند جھلکیاں

حضور انور ۲۰ اگست ۱۹۹۶ء کو لندن سے روانہ ہو کر بعد دوپہر برسلز مشن ہاؤس پہنچے جہاں احباب حضور کے استقبال کے لئے جمع تھے۔

مجلس عرفان

شام کو مجلس عرفان کا انعقاد ہوا۔ حضور انور نے مختلف احباب کے سوالات کے جواب ارشاد فرمانے کے علاوہ بعض اہم انتظامی امور کے متعلق ہدایات سے نوازا۔

حضور نے جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ سب جماعتوں میں اگر ممکن نہ ہو تو بعض گھروں میں سینٹرز بنائے جائیں تاکہ سبھی افراد جماعت ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگراموں سے مستفید ہو سکیں۔ چونکہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر عنقریب اہم تربیتی پروگرام دکھائے جانے کا ایک سلسلہ شروع ہونے والا ہے اس لئے بچوں کی بالخصوص تربیت کے لئے ایسے سینٹرز کا ہونا بہت ضروری ہے جہاں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگرام دیکھ سکیں۔

اس مجلس میں جن سوالات کے جواب حضور نے ارشاد فرمائے ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ قرآن کریم میں آنحضرت ؐ کے متعلق ہم کبھی مخاطب کے طور پر پڑھتے ہیں اور کبھی غائب کے طور پر۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

☆ فوت شدگان کی طرف سے قربانیاں اور صدقات وغیرہ دئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا یہ شرک تو نہیں؟

یہ مجلس سوال و جواب قریباً سوا گھنٹے تک جاری رہی اور رات ۱۰ بجے ختم ہوئی۔

روانگی برائے جرمنی

۲۱ اگست کو حضور ایدہ اللہ برسلز سے روانہ ہو کر جرمنی کے شہر کولن (Coln) پہنچے۔ جرمنی میں حضور ایدہ اللہ کا قیام یکم ستمبر تک رہا۔ (اس عرصہ میں حضور انور کی جماعتی مصروفیات کی کسی قدر جھلکیوں پر مشتمل رپورٹ ہفت روزہ بدر میں شائع ہو چکی ہے)۔

روانگی برائے ہالینڈ

یکم ستمبر کو جرمنی کے نہایت مصروف اور بابرکت دورہ مکمل کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے اور بیت النور نن سپیٹ میں ورود فرما ہوئے۔

مجلس عرفان

ہالینڈ پہنچتے ہی شام کو بیت النور میں مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ نے ایک گھنٹے تک مختلف سوالات کے جواب اردو اور انگریزی میں ارشاد فرمائے۔ اس مجلس میں حضور نے جن سوالات کے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض یہ تھے:

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ اس سے کیا مراد ہے؟

☆ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہب ثاقب کو شیطانوں کے لئے پتھراؤ کا موجب بنایا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

☆ کیا اسلام یوگا (Yoga) وغیرہ کے بارہ میں بھی سکھلاتا ہے کیونکہ یوگا میں بھی اور نماز میں بھی پیٹ کے درمیانی حصے پر زور پڑتا ہے؟

☆ اس کرہ ارض کے علاوہ کیا کسی دوسرے کرہ میں بھی مخلوق ہے۔ اگر ہے تو کس قسم کی ہے؟

ایک عجیب واقعہ

نماز مغرب و عشاء کی با جماعت ادائیگی کے بعد ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضور انور ایدہ اللہ مسجد ہی میں سنتیں پڑھ رہے تھے کہ آپ نے سجدہ کی حالت میں اونچی آواز سے اللہ اکبر کہا۔

اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے مجلس عرفان میں ذکر فرمایا کہ میں نے سجدہ میں اللہ اکبر بھول کر نہیں کہا تھا بلکہ میں دعا کر رہا تھا کہ اے خدا مجھے اسلام اور احمدیت کی فتوحات کے بارے میں بتلا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جو نظارہ دکھایا وہ بہت عظیم الشان تھا اور میں نے بے اختیار اللہ اکبر کہا۔ میں اس نظارے میں کھویا ہوا تھا اور پھر مجھے احساس ہوا کہ میں سجدے میں ہوں اور لوگ میرے پیچھے ہیں جو اپنی اپنی نماز ادا کر رہے ہیں۔

۲ر اور ۳ر ستمبر

ہالینڈ میں قیام کے دوران حضور ایدہ اللہ روزانہ کچھ وقت کے لئے اپنے بعض خدام کے ہمراہ سائیکلنگ پر تشریف لے جاتے رہے۔ اسی طرح روزانہ شام کو مجلس عرفان کا مبارک سلسلہ جاری رہا۔

۲ ستمبر کی شام کو نماز مغرب و عشاء کی با جماعت ادائیگی کے بعد بیت النور میں مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں حضور نے مختلف سوالات کے جواب انگریزی میں ارشاد فرمائے۔ جن سوالات کے حضور نے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض یہ تھے:

☆ حضرت بابا گورو نانک ؒ نے چولے پر کیوں آیات لکھوائی تھیں؟

☆ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے کیا ذرہ کو بھی جوڑا بنایا گیا ہے؟

☆ قرآن کریم میں چار الہامی کتب کا ذکر ہے۔ کیا صرف یہی الہامی کتب ہیں؟

(باقی ص ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۰۵واں سنہ ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ر فتح ۱۳۷۵ ہش (دسمبر ۱۹۹۶ء) بروز جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آٹھویں مجلس مشاورت کے لئے حضور انور نے ۲۹ر دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

اُمرائے کرام و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۶ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ نبوت ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

—— (۱۸) ——

دیوبندی مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی اگر سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب سے بلا حوالہ نقل کر کے اپنی واہ واہ کرانے کی کوشش تک ہی محدود رہتے تو پھر بھی ہم اس معاملہ کو ہرگز نہ اچھالتے اور اسے صرف ایک علمی استفادہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان مجدد صاحب نے ایک طرف جس کی کتابوں سے بلا حوالہ نقل کیا ہے اس کے متعلق اور اس کی جماعت کے متعلق مرتد ہونے کا فتویٰ بھی دیا ہے تو ہم مجبور ہوتے ہیں کہ اس نقل کو "استفادہ" نہیں بلکہ "علمی سرقہ" کا نام دیں۔ حکیم الامت اور مجدد الملت جماعتِ احمدیہ کے متعلق فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جو مسلمان قادیانی عقائد اپنائے وہ مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں۔ اور نکاح ہوجانے کے بعد اگر قادیانی عقائد اپنائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔"

(اشتہار محمد معین الدین مہتمم مدرسہ قاسمیہ گیا بہار ۹۴ء)

اب ایسے شخص کے متعلق جو ایک طرف جس کی کتابوں سے بلا حوالہ نقل کرتا ہے دوسری طرف اسے مرتد اسلام بھی قرار دیتا ہے، صاف لکھنا پڑتا ہے کہ اس نے سرقہ کیا ہے۔ اب ان مجدد صاحب کی قوم کو چاہیئے کہ یا تو اپنے مجدد اور حکیم الامت کے سر سے اس الزام کو دور کریں اور یا پھر ان کے سارق ہونے کا صاف لفظوں میں اعلان کر کے سب کے سب اس شخص کے حلقۂ اطاعت میں آجائیں جس کی کتابوں اور ملفوظات سے مجدد صاحب نے سرقہ کیا ہے۔

ہم حق بجانب ہیں کہ دیوبندیوں کے متعلق ایسا لکھیں۔ کیونکہ موجودہ دور میں باقی تمام مسلم فرقوں سے بڑھ کر انہوں نے "تحفظِ ختمِ نبوت" اور اسلام کی "خدمت" کی ٹھیکیداری اپنے ہاتھوں میں لے کر ایسی حرکتوں میں مصروف ہیں۔ اگرچہ اور لوگ بھی ہیں جنہوں نے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے منثور و منظوم کلام سے استفادے کئے ہیں۔ اور حوالے بھی نہیں دیئے۔ لیکن ہم ان سب کے مقابلہ میں دیوبندیوں کو زیادہ موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اگر باقی قوموں کے عام آدمیوں نے یہ حرکت کی ہے تو دیوبندیوں کے مجدد الملت اس حرکت میں ملوث ہوئے ہیں۔

دیوبندیوں کے ازدیادِ علم کے لئے بتاتے ہیں کہ وہ اکیلے ہی اس میدانِ نقل کے شہسوار نہیں بلکہ بریلوی بھی اس میدان میں پیچھے نہیں رہے۔ چنانچہ جولائی ۱۹۷۸ء میں پاکپتن شریف (پاکستان) کے ایک مشہور کتب خانہ نے حضرت شکر گنج رح کی ایک سوانح عمری "مقامِ فرید" کے نام سے شائع کی ہے جو "قلم حقیقت رقم صاحبزادہ حضرت علامہ محمد اقبال صدیقی کھرل" نے لکھی تھی اس میں بھی اکثر جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منثور و منظوم کلام سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب میں فاضل مؤلف نے کشفِ قبور کے نتیجہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل اشعار درج کئے ہیں ؎

(۱). قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے (ص۷۸)

(۲). جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار (ص۹۶)

اسی طرح ص۱۵۱ و ص۱۵۲ پر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شعر ؎

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

میں سے دوسرے مصرعہ کو نقل کیا ہے۔

اِسی طرح حضور علیہ السلام کی کتاب "برکات الدعا" کے ص۹-۱۰ سے مذکورہ کتاب کے ص۱۶۰ ص۱۶۱ میں عبارت درج کی ہے۔ پھر حضور علیہ السلام کی ہی کتاب "لیکچر سیالکوٹ" کے ص۳۶ سے اس کتاب کے ص۱۶۲ پر من و عن عبارت نقل کی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پُر معارف کلام ہے ہی اس قدر پُر تاثیر کہ اپنے اور پرائے اس سے استفادہ کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ وہ الگ بات ہے کہ از راہِ تکبر و انانیت یا خوفِ دنیا سے کوئی حوالہ دے یا نہ دے۔

ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی کتب کی نقل میں دیوبندیوں کے ساتھ بریلوی بھی شامل ہیں۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ ایسے استفادہ میں نظام حیدر آباد میر عثمان علی خان آصف سابع بھی شامل ہیں۔ نظام صاحب مذکور کے دیوان کے ص۱۰۲ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعت

جان و دِلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

کے چھ اشعار ایک دو لفظی ترمیم کے ساتھ درج ہیں۔ یہ نعت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تب تحریر فرمائی تھی جبکہ ابھی نظام صاحب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔[1]

حضور علیہ السلام کی مذکورہ نعت نظام صاحب کو اُس وقت معلوم ہوئی جبکہ حضور علیہ السلام کے خلیفۂ دوم حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب رضی اللہ عنہ نے نظام صاحب کو تبلیغی رنگ میں ایک کتاب بعنوان "تحفۃ الملوک" ارسال فرمائی۔ اس کتاب کے آخر میں یہ نعت درج ہے۔ اور وہیں سے نظام صاحب نے اسے اخذ کیا ہے۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے کلام سے کئی اشخاص نے فائدہ حاصل کیا ہے لیکن اشرف علی صاحب تھانوی کا استفادہ بڑا عجیب ہے۔ ایک شخص کے ماننے والے اس کو مجدد الملت اور حکیم الامت کہتے ہیں۔ اور وہ مجدد اُس شخص کی کتب سے سرقہ کرتا ہے جس کے ارتداد کا وہ فتویٰ دیتا ہے۔ ایسی گھناؤنی اور قابلِ مذمت سرقہ کی مثال آپ کو تاریخ کے پردہ پر کہیں نظر نہیں آئے گی۔

چنانچہ سنئے بریلوی مکتبِ فکر کے ایک عالم کو جب دیوبندی مجدد الملت کی اس حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے ماہنامہ القول السدید لاہور مئی ۱۹۹۳ء میں ایک مضمون شائع کیا جس میں لکھا کہ:-

"مجھے دیوبندی مکتبِ فکر کی تنظیم "عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت" کے طرزِ عمل پر بھی حیرت ہے کہ ایک طرف تو وہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ اور "قادیانیوں کا ایک ہی علاج الجہاد الجہاد" کے اسٹکر چھاپ کر جگہ جگہ چسپاں کر رہے ہیں جس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن دوسری طرف تھانوی صاحب کی کتاب "احکامِ اسلام عقل کی نظر میں" دیوبندی ہی شائع کر کے عوام تک پہنچا رہے ہیں۔ جس میں مرزا غلام احمد کی کتابوں سے عبارتیں چوری کر کے نقل کی گئی ہیں۔ دیوبندی ذریت قادیانی کی تحریروں سے بذریعہ تھانوی مستفید ہو رہی ہے۔ اور اس پر تنظیم خاموش ہے۔ کہیں "چور مچائے شور" والا معاملہ تو نہیں ہے۔ بظاہر الجہاد اور اندر سے اتحاد اتحاد" تو نہیں ہے۔ بصورتِ دیگر تھانوی کی کتاب سے قادیانی کی عبارتوں کو کیوں نہیں نکالتے یا اس کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے۔

اِس وقت میری نگاہوں کے سامنے بار بار "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کا وہ اسٹکر بھی آرہا ہے جو جگہ جگہ چسپاں کیا گیا ہے۔ اُس پر یہ الفاظ درج ہیں:-

"اے مسلمان جب تو کسی مرزائی سے ملتا ہے تو گنبدِ خضراء میں دلِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دُکھتا ہے۔"

مَیں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ جب تمہارا حکیم و مجدد تھانوی قادیانی کی کتاب کے صفحے کے صفحے چوری کر رہا ہوگا تو اُس وقت پیارے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی۔ کیا وہ خوش ہو رہے ہوں گے۔ اگر نہیں تو اس پر تمہاری زبانیں کیوں گنگ ہیں۔ لیکن یہ توقع دیوبندی مکتبِ فکر سے کرنا بہر حال فضول ہے۔ اِس لئے کہ یہ لوگ اسلام کو شخصیات کے پیمانے کے ساتھ ناپتے ہیں۔ جو بات اس پیمانے پر پوری اُترے اُس کو حق جانتے ہیں۔ اور جو بات اس پیمانے سے ہٹ کر ہو اس کو مسترد کر دیتے ہیں۔ وہ بات چاہے کتنی ہی دلائل و براہین سے ثابت کیوں نہ ہو۔ پھر اپنے نام نہاد اکابرین کو ناپنے کے لئے ان کے پیمانے بہت بڑے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کی عظمت کو ناپنے کے لئے چھوٹے پیمانے استعمال کرتے ہیں۔"

آئندہ قسط میں انہی بریلوی مکتبِ فکر کے عالم کے حوالہ سے دیوبندی علماء کے اپنے ہی منہ پر طمانچے ملاحظہ فرمائیں۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لنڈن

ہفت روزہ بدر قادیان میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ، خطابات اور دیگر جماعتی مصروفیات پر مشتمل رپورٹیں اسی طرح بعض اہم خبریں ہم ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لنڈن سے حاصل کر کے شائع کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم ادارہ الفضل لنڈن کے بیحد ممنون ہیں۔

(ادارہ بدر)

[1] حضور علیہ السلام کی یہ نعت اخبار ریاضِ ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ جبکہ نظام صاحب سابع کی پیدائش ۱۸۸۶ء کی ہے۔ (دیکھو جشنِ عثمان مرتبہ محمد فاضل حیدر آباد بر موقع سلور جوبلی صفحہ ۱)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور نشو و نما کا جماعت احمدیہ کے خلق مہمان نوازی سے ایک گہرا تعلق ہے۔

مہمان نوازی کے ذریعہ ہی ہم نے لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء مطابق ۳۰ ظہور ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام نوئے فارن۔ میونخ (جرمنی)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ (سورہ الزمر: ۵۴)

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس تعلق میں میں انشاء اللہ مضمون کو واضح کروں گا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس کے حوالے سے آپ کو کچھ نصیحتیں کروں گا۔ لیکن سر دست میں اس خطبے کا آغاز جماعت احمدیہ جرمنی کے اس دورے کے تاثرات سے کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ سفر ہر پہلو سے بابرکت رہا اور جماعت جرمنی کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنے اور جانچنے کا موقع ملا اور میں بڑے ہی اطمینان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات تشکر کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ امسال بھی حسب سابق جماعت جرمنی کا قدم میں نے ترقی کی طرف دیکھا ہے اور ہر پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کمزوریاں دور کرنے اور یا حسن پیدا کرنے کی طرف توجہ مسلسل جاری رہی ہے۔

چنانچہ جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے جتنے بھی بیرونی مہمان تشریف لائے تھے وہ گواہ بھی ہیں اور میرے سامنے ذکر بھی کرتے رہے کہ جتنا ہم نے سنا تھا اس سے بہتر پایا اور ہمہ تن مصروف ہو کر، دن رات ایک کر کے جماعت جرمنی نے ہر پہلو سے اتنا اعلیٰ معیار قائم کیا ہے کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ ہم تو رشک سے دیکھتے رہے۔ ہم سمجھتے تھے ہم بہت بہتر کام کرنے والے ہیں مگر یہاں اس سے بھی بہت اچھا کام دکھائی دیا۔ خاص طور پر اس دفعہ جلسہ سالانہ کی صفائی کا معیار بہت غیر معمولی طور پر بلند تھا اور ساتھ ساتھ صفائی اس طرح جاری تھی کہ صفائی کرنے والے دکھائی نہیں دیتے تھے مگر صفائی دکھائی دیتی تھی اور بڑے ہی خاموشی اور نظم و ضبط کے ساتھ غالباً راتوں کو جب مہمان فارغ ہو جاتے تھے اس وقت بھی وہ صفائی کرتے تھے اور دوران جلسہ بھی مسلسل صفائی جاری رہی۔

علاوہ ازیں خدمت کا جہاں تک تعلق ہے بہت بڑی خدمتیں ان کے سپرد تھیں مثلاً بیرونی مہمانوں کے علاوہ جماعت جرمنی میں جو نئے احمدی ہوئے ہیں ان کی خدمت کے تقاضے کافی پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں عرب بھی تھے، ان میں افریقن ممالک سے تعلق رکھنے والے بھی تھے، ان میں مشرقی یورپ کے مختلف قوموں کے لوگ بھی تھے اور وہ بھی جو مستقلاً جرمنی میں بستے ہیں لیکن دوسرے ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر ایک کا انتظام بہت ہی عمدہ کیا گیا۔ اور جو ٹیم بھی جس کام پر مامور تھی اس نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ بلکہ ذمہ داری سے بڑھ کر دل لگا کر اپنائیت کے ساتھ خدمت کی۔ چنانچہ ہمارے ساتھ جو قافلے کے لوگ مختلف جگہوں پر ٹھہرے ہوئے تھے ہر ایک کا یہی تاثر ہے۔

انگلستان میں بھی خدا کے فضل سے خدمت کا معیار بڑھ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی عزت کی جاتی ہے۔ بہت احترام کے ساتھ، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جاتا ہے لیکن ایک فرق ہے کہ اکثر وہ مہمان جو انگلستان میں خصوصاً لندن میں جلسے کے دنوں میں ٹھہرتے ہیں وہ زیادہ تر رشتے داریوں کی وجہ سے اور پرانے تعلقات کی بناء پر ٹھہرتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے ساتھ جو ان کا حسن سلوک ہے وہ محض ایک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان کے تعلق سے نہیں ہے۔ وہ تعلق نہ بھی ہوتا تو رشتے داروں کی خدمت کرنا ہمارے مشرقی معاشرے کا حصہ ہے اور ایک طبعی ذوق کے ساتھ دونوں طرف لطف اٹھاتے ہوئے یہ خدمتیں کی جاتی ہیں مگر یہاں جو میں تجربہ بیان کر رہا ہوں جن خاندانوں کو ہم نے جن خاندانوں میں ٹھہرایا ان کا کوئی بھی رشتے کا تعلق نہیں تھا۔ بہت سی سیرگاہوں پر بھجوایا وہاں بھی وہ پہلے واقف ہی نہیں تھے، اجنبی تھے لیکن جس طرح انہوں نے خدمت کی مجھے انہوں نے بتایا کہ بالکل لگتا تھا کہ بہت ہی معزز مہمان آیا ہوا ہے جس کے لئے فرش راہ بن گئے تھے۔ انتظار کرتے کرتے راتیں آنکھوں میں انہوں نے کاٹیں۔ اپنا سب گھر بار ہمیں پیش کر دیا۔ ان کے بچے محبت سے ملے، ان کے بڑوں نے خدمت کی اور تھکے نہیں، ان کے چہرے پر مسلسل بشاشت کے آثار تھے۔ یہ وہ خوبی ہے جس پر اللہ پیار کی نظر ڈالتا ہے۔ پس میں جماعت جرمنی کو مبارکباد دیتا ہوں۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ وہ واقعہ بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک مہمان کی خدمت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اللہ نے اطلاع دی اور ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ آسمان پر ہنس رہا تھا جب وہ خدمت کرنے والے اس رنگ میں خدمت کر رہے تھے اور ایک روایت میں میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ مہمان کو یہ بتانے کے لئے کہ گویا ہم بھی کھا رہے ہیں مچاکے مار رہے تھے یعنی چٹخارے جس طرح کھاتے ہوئے انسان بھرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان پر مچاکے مار رہا تھا۔ یہ ایک بہت ہی عظیم اظہار ہے خدا تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں کے ہر حسن پر نگاہ رکھنے کا۔ نعوذ باللہ من ذالک، اللہ تعالیٰ تو مچاکے نہیں مارا کرتا۔ نہ وہ ہنستا ہے ان معنوں میں جن میں ہم ہنستے ہیں۔ تو یہ انسانی محاورے کی مجبوریاں ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی ان محاوروں کو استعمال کر کے ایسی زبان میں ہمارے دل کو پیغام دیا کہ دل اللہ کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ اس سے بہتر اظہار ممکن نہیں تھا۔ پس ہرگز یہ وہم نہ لائیں کہ نعوذ باللہ من ذالک، اللہ تعالیٰ کوئی بیٹھا آسمان پر کسی کے مچاکوں کے ساتھ مچاکے مارنے لگ جاتا ہے۔ وہ تو وہ خدا ہے جو غریبوں کے ساتھ غریب ہو جاتا ہے، اپنے خدمت کرنے والوں بندوں کے ساتھ ان کی خدمتوں میں شامل ہو جاتا ہے، اس کی جو عظمت ہے وہ اس بات میں ہے کہ وہ اپنے ذلیل سے ذلیل بندے پر بھی جھک سکتا ہے اور یہی اس کی عظمت کے اظہار کے قصے ہیں کہ ایک معمولی سی بات کے اوپر بھی اللہ تعالیٰ اتنے پیار سے شکریہ ادا کرتا ہے ان بندوں کا جو احسانات کے تلے دبے ہوئے ہیں اور وہ احسانات کا شکریہ ادا ہی نہیں کر سکتے۔ تو یہ حسن خدا کی ذات کا ہے۔ اس کی عظمت اور اس کی رفعت اس میں ہے کہ وہ اپنے کمزور سے کمزور بندوں میں بھی جب کوئی اچھی بات دیکھتا ہے تو ان پر جھک جاتا ہے اور ان کو اپنے جھکنے کے ساتھ رفعت بخشتا ہے۔

پس یہ خوبی جو مہمان نوازی کی خوبی ہے اس کے متعلق بھی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے میں نے آپ کو بتایا ایسی خوبی نہیں ہے جو نظر انداز کی جاتی ہے۔ یہ مشہود خوبی ہے۔ اس پر نظر پڑتی ہے آسمان سے، مگر اس کی وجہ للہ ہونی چاہئے۔ ورنہ بے شمار مہمان نوازیاں ہیں جو رشتوں کی خاطر، ذاتی محبتوں کی خاطر کی جاتی ہیں، مجبوراً کی جاتی ہیں، دکھاوے کے لئے کی جاتی ہیں، ان کی کوئی قدر آسمان پر نہیں ہوتی۔ مگر جو اللہ کی خاطر کرتا ہے یہ مہمان نوازی زمینی نہیں رہتی بلکہ آسمانی بن جاتی ہے۔ پس یہی بیان مقصود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بھی پیار کی نظریں اس پر پڑ رہی تھیں۔ تو اس حسن خلق کو بڑھائیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو پانچ بنیادی شاخوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔

اور یہ حیرت انگیز بات ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے کارخانے کا ذکر فرماتے ہوئے کہ جو الٰہی کارخانہ قائم فرمایا گیا ہے اس کی پانچ مستقل شاخیں ہیں ان میں ایک مہمان نوازی کو قرار دیا ہے۔ اور یہ ایک پیشگوئی کا رنگ بھی رکھتا تھا کیونکہ جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور نشو و نما کا جماعت احمدیہ کے خلق مہمان نوازی سے ایک گہرا تعلق ہے۔ پھر تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کا جماعت احمدیہ کے خلق مہمان نوازی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ سب دنیا میں جہاں جلسے منائے جاتے ہیں وہاں بسا اوقات خصوصاً ان دنوں جبکہ کثرت سے نئے مہمان تشریف لا رہے ہیں مہمان نوازی کے تقاضے اونچے ہو جاتے ہیں اور ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے میں جبکہ گنتی کے چند افراد کی آمد آمد تھی ساری جماعت کو ایک عظیم ذمہ داری کے لئے تیار کرنے کی ہدایت فرمائی اور ہدایت کی کہ آنے والے مہمانوں کا خیال رکھنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خود اتنا خیال تھا کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

ایک وقت قادیان میں ایک دفعہ جلسے کے دنوں میں چند مہمان بھوکے رہ گئے، اور ڈاکٹر حشمت اللہ

صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کی وہ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ان کے بچوں نے مجھے بڑی تفصیل سے وہ دلائل پیش کئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اول طور پر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب گویا مقصود تھے مگر اول طور پر تھے یا ضمناً تھے یہ بحث بے تعلق ہے۔ امر واقعہ یہ ہے وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے اور اس کی انہوں نے گواہی دی، تو وہ مہمان جو چند مہمان تھے جو بغیر کھانے کے سو رہے تھے یا سونے لگے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا اطعموا الجائع والمعتر کہ جو بھوکا ہے اور تکلیف میں مبتلا ہے اس کو کھانا کھلا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے قراری سے باہر آگئے رات کو اٹھ کے اعلان کروایا کہ گلیوں میں اعلان کردو کون ہے جو بھوکا ہے اسے کھانا کھلایا جائے اور راتوں کو اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو کھانا پیش کیا گیا۔

ہر قسم کے داغ مٹائے جا سکتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو اور "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" پر عمل ہو

تو مہمان نوازی کی جو میں تعریف کر رہا ہوں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جماعت احمدیہ کے ساتھ اس کا بہت گہرا تعلق ہے اور ہمارے مستقبل سے اس کا بہت گہرا تعلق ہے۔ مہمان نوازی کے ذریعے ہی ہم نے لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔ اور ہر جلسے پر، ہر اجتماع پر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ پہلے سے بہتر مہمان نواز بنتی چلی جا رہی ہے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے یہ اور بھی زیادہ شکر کے لائق ہے۔ ورنہ لوگ مہمان نوازیاں کرتے تو ہیں چند دنوں کے بعد، چند مہینوں کے بعد، چند سالوں کے بعد تھک جاتے ہیں۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا لیکن جماعت نہ تھکی، نہ ماندہ ہوئی بلکہ ہر سال پہلے سے بڑھ کر اس میں مہمان نوازی کے اخلاق سنورتے رہے اور زیادہ روشن اور صیقل ہوتے رہے۔ پس اس اعلیٰ خلق کی حفاظت کریں۔

اور ساری دنیا میں چونکہ یہ جمعہ نشر ہو رہا ہے اس لئے آپ کی جماعت جرمنی کے حوالے سے میں ان سب کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ فاستبقوا الخیرات تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے ایک مطمح نظر بنا دیا ہے لکل وجھۃ ھو مولیھا ہر ایک کے لئے ایک مطمح ہے، ایک دوڑ کا نشانہ ہے فاستبقوا الخیرات پس تمہارے لئے دوڑ کا نشانہ یہ مقرر کیا گیا ہے کہ تمام خوبیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ پس امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس پہلو سے بھی اپنی ذمہ داریوں کو صرف ذمہ داریاں سمجھ کر ادا کرنے کی توفیق نہیں بخشے گا بلکہ محبت کے ساتھ ان فرائض کو ادا کرنے کی توفیق بخشے گا۔ دل ڈال کر، اپنی روح ڈال کر یہ خدمتوں کی توفیق بخشے گا کیونکہ اگر یہ خدمتیں دل اور روح کے ساتھ کی جائیں تو پھر بوجھ نہیں بنتیں، پھر لطف بن جاتی ہیں۔ تو جو کام لمبے ہوں جو لکھے لمبے ہوں ان میں ایسی محنت جو بوجھ بن جائے وہ زیادہ دیر تک چل نہیں سکتی۔ پس ہماری بقا کا راز اس میں ہے، ہمیشہ کے لئے اپنی نیکیوں کو قائم رکھنے کا راز یہ ہے کہ نیکیوں سے محبت کریں اور محبت کے ساتھ ان باتوں کو سرانجام دیں اس کے نتیجے میں کوئی بوجھ، بوجھ نہیں رہے گا بلکہ زندگی کا ایک لطف بن جائے گا۔ اور یہی بڑی وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ جرمنی کو خدا یہ توفیق بخش رہا ہے۔ جب بعض ان میں سے مجھے ملے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا آپ کے متعلق بڑی اچھی رپورٹ ملی تو انہوں نے کہا کس بات کا شکریہ۔ ہمیں تو بڑا ہی لطف آیا ہے، مزہ آگیا، زندگی کے بہترین دن تھے۔ تو چونکہ دل ڈال کر خدمت کی جائے تو وہ مصیبت نہیں بنتی بلکہ خود اپنی جزا بن جاتی ہے۔ وہی خدمت انسان کو وہ لطف عطا کر دیتی ہے جو اس خدمت کو ہمیشگی بخش جاتا ہے۔

پس تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس پہلو سے وہ اپنے مہمانوں کے لئے، آنے والے مہمانوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں اور ان آنے والے مہمانوں میں سب سے زیادہ اہم مہمان اس وقت نومبائعین ہیں۔ نومبائعین کا اب سلسلہ ایسا بڑھ چکا ہے کہ ان کے لئے ہمیں وسیع تر انتظامات کرنے ہوں گے۔ اب انفرادی کوشش پر ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اگر اتفاقات پر ان کو چھوڑ دیں گے، انفرادی کوشش پر چھوڑ دیں گے تو ایک بھاری تعداد ان میں سے ایسی رہ جائے گی جن کو پوچھنے والا، دیکھنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جو تالیف قلب کی ہدایت دیتا ہے، مؤلفۃ القلوب بیان کرتا ہے ان لوگوں کو، یہ وہ لوگ ہیں جو ابتدائی دور میں اگر محبت پالیں تو ہمیشہ کے لئے آپ کے ہو جائیں گے۔ اگر ابتدائی دور میں ان سے سرد مہری کا سلوک ہو اور ان کا کوئی نہ ہو جو انہیں اپنا سکے اور سینے سے لگا سکے تو بعید نہیں ہوتا کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ سرک کر یا پیچھے ہٹ جائیں یا اپنی ایک بے عملی کی سی حالت میں ٹھنڈے پڑ جائیں اور جیسے لوہا گرم ہو تو اس وقت اسے شکلیں عطا کی جاتی ہیں اور ٹھنڈا ہو جائے تو وہ شکلیں قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس یہی دور ہے جب کہ آپ کی مہمان نوازی کا خلق ایک ایسے اجتماعی رنگ میں ان آنے والے مہمانوں کے دل جیتنے والا بنے کہ جس کے ساتھ منصوبہ ضروری ہے۔ پس تمام جماعتوں کو اس پہلو سے منصوبہ بنانا چاہئے کہ کثرت سے آنے والے نئے احمدیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے جسے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کے طور پر سر آنکھوں پر نہ لے اور جس کی خدمت ایک دلی جذبے سے نہ کرے۔ یہ کچھ دیر کی بات ہے۔ یہ مہمان وہ ہیں جو چند دنوں میں میزبان بننے والے ہیں۔ اگر پہلی زندگی کے چند مہینوں کے تجربے میں یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کے تجربے میں یہ آپ کے حسن خلق سے متاثر ہوگئے، آپ نے ان کی خدمتیں کیں تو ان میں سے ایسے پیدا ہوں گے جو آپ سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہوں گے اور آنے والے وقتوں کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو یہ آپ کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر پورے کریں گے پس ہر پہلو سے یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ ہم اپنی مہمان نوازی کے خلق کو انفرادی طور پر بھی بڑھائیں اور اجتماعی طور پر بھی ایسا منظم کریں کہ اس کے نتیجے میں آئندہ صدیوں میں جو پھیلے ہوئے تقاضے ہیں ان کو ہم بہترین رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔

اب میں آپ کو اس آیت کریمہ کے حوالے سے کچھ باتیں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" تو کہہ دے یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کئے ہیں "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ"۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا "ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً" اللہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ تمام تر گناہوں کو بخش دے کوئی بھی باقی نہ چھوڑے "انہ ھو الغفور الرحیم" یقیناً وہ وہی ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اس مضمون کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ گزشتہ دنوں میں جب میں آپ کو تقویٰ کی طرف بلانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرنے کی نصیحت کرتا رہا ہوں اور شرک سے کلیۃً پاک ہونے کے متعلق آپ کو سمجھاتا رہا ہوں تو بعض دلوں میں ممکن ہے بے حد خوف پیدا ہوگیا ہو اور بعض نے دبی زبان سے مجھ سے اظہار بھی کیا کہ اگر نیکی کے یہ تقاضے ہیں اور اتنی بلندیاں ہیں جنہیں ہم نے طے کرنا ہے اور بعض صورتوں میں ادنیٰ لغزش بھی ہمیں ہلاک کر سکتی ہے۔ اگر ہم روزمرہ کی زندگی میں ایک مشرکانہ حالت میں سانس لے رہے ہیں اور بسا اوقات سمجھے بغیر خدا کی محبت کے مقابل پر دنیا کی محبتوں کو ترجیح دیدیتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کو دین کے مقابل پر برتر سمجھتے ہیں، اس کو اولیت دیتے ہیں تو ہمارا بنے گا کیا؟ یہ چیزیں تو وہ ہیں جو ہمیں روزمرہ دکھائی بھی نہیں دیتیں۔ نشان وہی کی جاتی ہے تو پھر کچھ کچھ دکھائی دینے لگتا ہے لیکن نظر کا ہر روشنی کے درجے کے ساتھ ہم آہنگ ہونا محنت چاہتا ہے، یکدم نہیں ہوا کرتا۔ آپ باہر سے کسی اندھیرے کمرے میں آئیں تو کچھ دیر تک کے لئے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہوتا پھر رفتہ رفتہ ایک مدھم سی روشنی ابھرتی ہے وہ پھیل جاتی ہے۔ دراصل آپ کی روشنی دیکھنے کی صلاحیت بڑھتی ہے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ کمرہ جو بالکل اندھیرا تھا اس میں کہیں سے رفتہ رفتہ چھن چھن کر روشنی آ رہی ہے اور وہ کمرہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ تو انسان جب توجہ کرتا ہے اور محنت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی دیکھنے کی صلاحیت کو روشنی بخشتا ہے۔ اس کی بصیرت روشن ہو جاتی ہے، کہیں باہر سے اور کوئی روشنی نہیں آ رہی ہوتی اس وقت۔ لیکن وہ لوگ جن کی خدا بصیرت بڑھاتا ہے پھر بسا اوقات ان کے لئے مزید نور کا بھی سامان کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں طرف سے یہ سلسلہ اس کا مددگار بن جاتا ہے۔ دیکھنے کی طاقت بڑھتی ہے اور اس کی مدد کے لئے آسمان سے نور بھی اترتا رہتا ہے۔ اور قرآن کریم نے یہی دو سلسلے ہیں جن کا ذکر فرمایا ہے کہ اس طرح انسان رفتہ رفتہ نور کی جانب قدم بڑھاتا ہے اور دنیا میں اگر کوئی خدا کے نور کا مظہر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں۔ پس اس پہلو سے جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ نور کی جانب قدم بڑھائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی ہمیشہ پیش نظر ہوتے ہیں لیکن نور تک رسائی بہت مشکل ہے سوائے اس کے کہ نور آپ تک پہنچ جائے۔ یہ مضمون بہت پیچیدہ اور باریک ہے مگر اس کا سمجھانا لازم ہے۔ جب آپ کو میں یہ مضمون سمجھاؤں گا تو پیچیدہ نہیں رہے گا، بالکل صاف دکھائی دینے لگے گا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو ہمارے لئے خود واضح فرمایا ہے۔ اہمیت بھی روشن کی ہے اور ساتھ یہ بھی سمجھایا ہے کہ کس طرح مایوس ہوئے بغیر ہمیں رفتہ رفتہ ترقی کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو حق کی طلب میں نکلے اور پھر حسن ظن سے کام نہ لے"۔ یعنی نیت یہ کرکے نکلے کہ میں نے حق کو تلاش کرنا ہے یا حق تک پہنچنا ہے "اور پھر حسن ظن سے کام نہ لے"۔ یہاں حسن ظن کا کیا معنیٰ ہے؟ فرماتے ہیں "ایک کل گوہی کو دیکھو کہ اس کو مٹی کا برتن بنانے میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے"۔ یعنی وہ جو مٹی کے برتن بنا رہا ہے اس کو کبھی آپ غور سے دیکھیں اور کئی دفعہ میں نے بھی دیکھا ہے اور بہت ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہے وہ بہت ہی جاذب نظر چیز ہے۔ کس طرح ایک مٹی کے گولے کو مختلف شکلوں میں ڈھالتا، اچانک اس کے اندر سوراخ پیدا کرتا پھر اردگرد وہ نقوش بھرتا۔ سکاٹ لینڈ ایک دفعہ ہم گئے تو وہاں رستے میں مٹی کے برتن بنانے والے بہت بڑے ماہرین تھے تو وہاں کھڑے ہو کر دل ہی نہیں چاہتا تھا کہ اس نظارے کو چھوڑ کر آگے جائیں۔ ربوہ میں ہمارے ایک مٹی کے برتن بنانے والے تھے ان کے ہاں بھی کئی دفعہ سائیکل پہ جاتے جاتے میں ٹھہر جایا کرتا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہی مثال دی ہے جو حسن اتفاق سے میرے دل پر پہلے ہی بہت اثرانداز ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں مٹی کے برتن بنانے والے کو دیکھو۔ اس مثال کا انسان کی ذات سے بھی ایک تعلق ہے کیونکہ انسان مٹی سے بنا ہوا ہے۔ اور مٹی سے ایک برتن بنانے والا اس پر جو محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس سے بہت زیادہ محنت کی ہوئی ہے۔ کوئی نسبت ہی نہیں ہے اس مٹی سے برتن بنانے والے کی اس خالق ازلی سے۔ اس کے ساتھ اس کی کوئی نسبت نہیں جس نے ابتدائے آفرینش سے انسان کی تخلیق کا نقشہ بنایا اور مٹی ہی کو مختلف رنگ میں ترقی دیتے دیتے زندگی کی منازل میں داخل کردیا۔ اب یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ ساری دنیا میں بے شمار سائنسدان اس مضمون کی کھوج میں وقف ہیں لیکن اس کی کنہ کو پا نہیں سکے اور اقرار کرتے ہیں کہ ایک جگہ پہنچ کر گویا آگے ایک چٹان آکھڑی ہوتی ہے اور آگے راستہ نہیں ملتا۔ جو راز معلوم کرتے ہیں کچھ دیر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ راز معلوم نہیں ہوئے تھے بلکہ ایک معمہ معلوم ہوا تھا جو اتنے اور راز ہمارے سامنے، ان کھلے راز، وہ راز جو سربستہ ہوں وہ راز لے کے آیا ہے کہ جسے ہم حل سمجھ رہے تھے وہ تو ایک معمہ بن گیا۔ اور یہ جو میں آپ سے بات کہہ رہا ہوں علم کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں

ان سائنسدانوں کو جنہوں نے بعض بڑی بڑی دریافتیں کیں اور بڑے فخر سے اعلان بھی کر دیا کہ اب ہم زندگی کی ابتداء کا راز سمجھ گئے ہیں اور ساری دنیا میں سائنس دانوں نے ان کو بہت اٹھایا اور بڑھایا کہ یہ وہ شخص پیدا ہوا ہے جس نے زندگی کی ابتداء کا راز معلوم کرلیا۔ دس پندرہ سال کے بعد وہی سائنسدان یہ کہتا ہے کہ بڑی ہی ناسمجھی تھی جو یہ اعلان ہوا، کچھ بھی معلوم نہیں کرسکے جس کو ہم زندگی کے آغاز کا راز سمجھتے تھے وہ تو ایک ایسا معمہ نکلا ہے جو پیچ در پیچ اور بھی اپنے خم میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہم اس کو کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ پس یہ وہ کائنات کا خدا ہے جس نے مٹی سے انسان بنایا ہے اور وہ مٹی کا بنا ہوا انسان خود اپنی حقیقت کو نہیں سمجھ سکا، نہ سمجھ سکتا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میں دیکھوں تو سہی مجھے کیسے بنایا گیا ہے لیکن بہت دیر کے بعد اسے یہ ہوش آئی ہے۔ آج وہ مڑ کر دیکھنا چاہتا ہے کہ چار ارب سال پہلے یا ساڑھے چار ارب سال پہلے اس مٹی سے میرا خمیر کیسے اٹھایا گیا تھا۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے آثار کو بھی آج تک باقی رکھا ہے اور ساری جو کہانی ہے انسانی ارتقاء کی وہ ایسی جگہوں پر مرتسم کر دی ہے، نقش کر دی ہے کہ آج تک وہ آثار پڑھے جاسکتے ہیں اگر بصیرت ہو۔ تو بصیرت کے ساتھ ساتھ روشنی بڑھتی ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے اور وہ آثار جو پہلے دکھائی نہیں دیتے تھے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ ایک جگہ پہنچ کر اندھے کے اندھے رہ جاتے ہیں کیونکہ آسمان سے نور نہیں ان پر اترتا اور جب تک آسمان سے نور نہ اترے انسانی بصیرت کی ترقی اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ دنیا کے چند راز اس کو معلوم ہو جاتے ہیں لیکن اصل الحقیقت اس پہ نہیں کھلتی۔ وہ گہری بنیادی حقیقت جو تخلیق کائنات میں موجود ہے وہ اسے پوری طرح دکھائی نہیں دیتی۔ خدا تک پہنچتے پہنچتے رہ جاتا ہے اور پہنچ نہیں سکتا۔ پس اس پہلو سے ایک مومن کی بصیرت اور غیر مومن کی بصیرت میں ایک فرق ہے۔ مومن کی بصیرت کے ساتھ آسمان پر سے نور اترتا ہے اور وہ نور اس کو وہ روشنی عطا کرتا ہے جو دنیا کی محنت کرنے والوں کو نصیب نہیں ہوتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کُل گوہی کی مثال ہمارے سامنے رکھی کہ کُل گوہی کو دیکھو وہ کیسے مٹی کے برتن بناتا ہے۔ اور حسن ظن کا مضمون یہ ہے کہ وہ ایک مٹی کے گولے کو پکڑتا ہے اور یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ اس سے یہ کچھ بن جائے گا جو میں بنانا چاہتا ہوں اور تھکتا نہیں۔ وہ مختلف شکلیں دیتا ہے اور لگا رہتا ہے اس کو مزید خوبصورت شکلوں میں ڈھالنے میں اور یقین رکھتا ہے کہ ایسا ہو جائے گا۔ پس مومن جس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی مٹی کی تشکیل ایک عظیم تاریخ کے طور پر موجود ہے وہ کیسے مایوس ہوگا۔ اگر وہ مایوس ہوگا تو وہ اس روزمرہ کے پتھیرے سے بھی ذلیل اور بدتر ہو جائے گا جو صرف اینٹیں ہی بناتا ہے۔ خود جو مٹی کا بنا ہوا ایک شاہکار ہو وہ اپنی تشکیل سے مایوس ہو جائے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ تمہیں زیب نہیں دیتا۔ مگر اگر آپ بنا کے دیکھنا چاہیں تو اینٹ بھی نہیں پتھی جا سکتی۔ پہلی دفعہ آپ کوشش کرکے دیکھیں وہ چار کونوں کی اینٹ کی بجائے یا چار اوپر اور چار نیچے کے آٹھ کونوں کی اینٹ کی بجائے وہ چالیس پچاس کونوں کی اینٹ بن جائے گی اور بعض دفعہ اینٹ کی بجائے تھوبا بن جائے گی۔ تو محنت کرنی پڑتی ہے اور یہ حسن ظن ہو کہ محنت کام آئے گی تو پھر انسان حقیقت میں ترقی کر سکتا ہے، اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گنہگار کو، ہر اس شخص کو جو خدا کی راہ میں آگے قدم بڑھانا چاہتا ہے دیکھیں کیسے پیاری پیاری مثالیں دے کر سہارا دے رہے ہیں۔ فرمایا حسن ظن سے کام لو، محنت کرنی ہوگی، وقت لگے گا بعض چیزیں ایک دم ہاتھ نہیں آیا کرتیں رفتہ رفتہ ہوگا۔

چنانچہ فرماتے ہیں "دھوبی ہی کو دیکھو کہ وہ ایک ناپاک اور میلے کچیلے کپڑے جب صاف کرنے لگتا ہے تو کس قدر کام اس کو کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی کپڑے کو بھٹی پر چڑھاتا ہے، کبھی اس کو صابن لگاتا ہے، کبھی اس کی میل کچیل کو مختلف تدبیروں سے نکالتا ہے۔" یہ دھوبی کی مثال بھی بہت ہی برمحل ہے کیونکہ انسان اپنے صاف ستھرے لباس کو داغ دار کر لیتا ہے اور خود کر لیتا ہے۔ جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو گویا کُل گوہی نے اِس شکل میں ڈھال دیا جس شکل میں ڈھالنا اس کو مقصود تھا۔ بے داغ، پاک صاف، معصوم ایک صحت مند بچہ ماں کے پیٹ سے جنم لیتا ہے اور جوں جوں انسان کے زیر اثر آتا چلا جاتا ہے اس کی معصومیت داغ دار ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کپڑے کی طرح جسے آپ پہلی دفعہ نیا سمجھ کر پہنتے ہیں تو رفتہ رفتہ اس پہ دھبے ڈال دیتے ہیں، کئی طرح کے اس پہ نشان پڑ جاتے ہیں اسی طرح وہ بچہ بھی پھر گندا ہونے لگتا ہے۔ لیکن بہت سے ایسے داغ ہیں جو محنت کے ساتھ دھل جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے انہی داغوں کی مثال دے رہے ہیں۔ اب دھوبی کو دیکھیں وہ بھی صبح صبح اٹھ کر جاتا ہے اور بعض دفعہ تالابوں کے کنارے، بعض دفعہ ہم جہاں قادیان میں ہوتے تھے تو دھوبی ڈھاب پر پہنچا کرتے تھے اور صبح سیر کے وقت کئی دفعہ ان کو دیکھ کر وہیں پاؤں جم جایا کرتے تھے کہ دیکھیں کیا کر رہے ہیں۔ وہ کپڑوں کی ایک ڈھیری لے کے آتے تھے جسے پہلے ساری رات وہ سوڈے والے پانی میں ابالتے تھے اور ابالنے کے باوجود اگر اسے عام اسی حالت میں دھولیں تو پھر بھی داغ نہیں اترا کرتے۔ چنانچہ وہ ان کپڑوں کو پٹختا تھا اور مختلف جگہ ان دھوبیوں نے اپنے اپنے پتھر بنا رکھے تھے یا پتھر اپنا رکھے تھے۔ بنی بنائی پتھریلی جگہیں تھیں اور پھر وہ ساتھ "چھوا چھو" کی آوازیں نکالتا تھا اور ہر دفعہ اس کپڑے کو پٹختا تھا پتھر کے اوپر اور "چھوا چھو چھوا چھو"۔ سارے ڈھاب کے کنارے پر "چھوا چھو" کے گیت اٹھ رہے ہوتے تھے اور بڑا دلچسپ نظارہ تھا مگر بڑی محنت کرنا تھا وہ اور بار بار پتھر پر پٹخنے سے پھر وہ داغ کپڑے کو چھوڑ دیتے تھے۔

تو گناہوں کے داغوں کی بھی تو ایسی ہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔ کچھ ہلکے اور کچے داغ ہوتے ہیں۔ کچھ کو تو ٹھنڈے پانی سے دھو کر اسی وقت مل دیں تو وہ اتر بھی جاتے ہیں۔ تازہ گناہوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ داغ جتنا پرانا ہوتا جائے اتنا ہی اس کا دور کرنا مشکل ہوتا جاتا ہے۔ پس اس مضمون کو حضرت مسیح

ہر پہلو سے یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ ہم اپنی مہمان نوازی کے خلق کو انفرادی طور پر بھی بڑھائیں اور اجتماعی طور پر بھی ایسا منظم کریں کہ اس کے نتیجے میں آئندہ صدیوں میں جو پھیلے ہوئے تقاضے ہیں ان کو ہم بہترین رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں سمجھیں تو آپ کو بہت سے معرفت کے راز ہاتھ آئیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو خدا نے جس مٹی سے تشکیل دیا ہے وہ ایک ایسا شاہکار ہے کہ اس کا عام انسان بلکہ بڑے سے بڑا سائنسدان بھی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کتنا عظیم شاہکار ہے۔ اس کو تشکیل کے بعد پھر آپ گندا کرنے لگتے ہیں۔ اس کی شکلیں بدلنے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسا مکروہ ہو جاتا ہے کہ پہچانا ہی نہیں جاتا کہ کس ہاتھ کا بنا ہوا تھا اور پھر اس کو داغ دار کرنے لگتے ہیں۔ تو جیسے کپڑا داغدار ہو کر جب پرانا ہو جائے تو پھر وہ داغ نہیں مٹتے، کپڑا مٹ جاتا ہے مگر داغ نہیں مٹتے۔ وہی حال انسان کا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دھوبی سے بھی نصیحت پکڑو۔ وہ دیکھو کتنی محنت کرتا ہے کپڑوں کے داغ دھونے پر اور اگر دیر تک وہ کپڑا دھوبی کے جائے ہی نہ، اگر اس پر محنت کی ہی نہ جائے تو ایسے کپڑے کے داغ پھر بعض دفعہ اس کا ہمیشہ کے لئے جز بن جاتے ہیں اور ان کا مٹنا اور مٹانا ایک امر محال دکھائی دیتا ہے۔ مگر انسان کے لئے اس صورت میں بھی کسی مایوسی کا کوئی مقام نہیں کیونکہ یہ آیت کریمہ یہی بتا رہی ہے کہ اے محمدؐ! یہ اعلان کردے کہ اے میرے بندو! اور یہاں بندوں کا جو حوالہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف دے رہے ہیں "قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" تو کہہ دے کہ اے میرے بندو یعنی جو خدا کے عباد میں داخل ہو چکے ہو اور میری غلامی قبول کر چکے ہو، تم میرا دامن تھام چکے ہو اور یہ فیصلہ کر چکے ہو کہ میرے پیچھے چلو گے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرا رب اتنا عظیم ہے کہ وہ ہر گناہ کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہی ہے جو گناہوں کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور پھر رحیم بھی ہے جو گناہ بخشنے کے بعد پھر بار بار رحم لے کر آتا ہے اور ترقی کے مثبت دور میں داخل فرما دیتا ہے۔

پس اس پہلو سے جب آپ اس مثال کو سامنے رکھیں تو اول تو یاد رکھیں کہ جتنی دیر تک آپ اپنے گناہوں پر راضی رہیں گے اور ان کے خلاف جدوجہد کا آغاز نہیں کریں گے اتنا ہی آپ کے لئے ان کو دور کرنا مشکل، دو بھر یہاں تک کہ ایک وقت میں ناممکن ہو جائے گا یعنی انسانی کوششوں کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ پھر آسمان ہی سے کوئی فضل نازل ہو تو ان کو دور کر سکتا ہے ورنہ زندگی بھر پھر آپ کو انہی داغوں میں رہنا ہوگا، انہی داغوں میں دفن ہونا پڑے گا۔ پس اس پہلو سے توجہ کریں کہ اگرچہ سفر بہت لمبا ہے اور کمزوریاں بہت زیادہ ہیں مگر مٹانے کا سفر شروع ہو جانا چاہئے یعنی داغوں کو مٹانے کا سفر لازماً شروع ہو جانا چاہئے۔ اور جتنی توفیق ملتی ہے اپنا جائزہ لے کر انصاف کی نظر سے، تقویٰ کی نظر سے یہ دیکھیں کہ آپ میں کہاں کہاں، کیا کیا خامیاں ہیں اور کچھ کو آپ پکڑ لیں۔ کچھ کو پکڑ کے فیصلہ کر لیں کہ ان کو تو میں لازماً چھوڑ کے رہوں گا اور پھر دعا کریں "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" اللہ تعالیٰ نے اس کا راز یہ سکھایا ہے کہ پھر اللہ سے مدد مانگنا کیونکہ اس کے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ "استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" صبر کے ذریعے یعنی اس حسن ظن کے ذریعے کہ یہ داغ مٹ جائیں گے اور پھر اس کوشش پر ہمیشہ قائم رہتے ہوئے "والصلوٰۃ" اور عبادت کے ذریعے نمازیں پڑھ پڑھ کے خدا سے مدد مانگتے رہو اور ان داغوں کو مٹا کے چھوڑو جو بدزیب لگتے ہیں اور آپ کی نظر کو بھی برے لگتے ہیں۔ یہ وہ داغ ہیں جو بعد میں پڑے ہیں، جو ابھی نئے ہیں، ابھی آپ ان کو پہچانتے ہیں کہ بری باتیں ہیں تو آپ سمجھیں گے کہ یہ جو نئے نئے داغ مجھے دکھائی دے رہے ہیں ان کو صاف کرکے میں کام سے فارغ ہو جاؤں گا لیکن جب آپ ان داغوں کو دور کریں گے تو آپ کو دکھائی دے گا کہ ان کے نیچے چھپے ہوئے داغ اور بھی زیادہ بدزیب تھے بدصورت تھے اور زیادہ پکے ہو چکے ہیں۔ تو اگر سفید کپڑے کے اوپر چند داغ ہوں تو اس کا مٹانا یعنی دھوبی کی طرح اس کو پٹخ پٹخ کر پتھروں پر یا ابال ابال کر ان کا صاف کرنا نسبتاً بہت زیادہ آسان کام ہے۔ مگر انسان کے معاملے میں یہ داغ کی تہیں ہیں جو تہہ بہ تہہ جمتی چلی جاتی ہیں اور بڑھتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ اوپر کی تہہ نیچے کے داغوں کو دیکھنے بھی نہیں دیتی۔ انسان کی نظر ان تازہ داغوں پر ہوتی ہے جو ابھی ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ وہ ان گناہوں میں مبتلا ہوا اور اس کی وجہ سے اسے وہ داغ دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی نئی بدتمیزی سیکھی ہے انسان نے تو کچھ دن تک نظر آتی ہے کہ ہاں یہ میں نے ایک نئی بدتمیزی سیکھی ہے۔ اور جب وہ اس کو مٹا لے گا تو اس کی نظافت کا معیار بلند ہو جائے گا اور اس معیار کی بلندی کے نتیجے میں اس کو وہ بصیرت عطا ہوگی جس کا ذکر میں نے کمرے کے حوالے سے کیا تھا۔ یعنی نظر کو عادت پڑ جائے گی داغ دیکھنے کی اور وہ داغ جو پہلے دکھائی نہیں دیتے

تھے اب ان مٹتے ہوئے داغوں کے نیچے دیکھیں گے تو آپ کہیں گے ابھی تو بہت کچھ باقی ہے اور ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کے لئے پھر صبر اور صلوٰۃ کی ضرورت ہے۔ بہت استقامت کے ساتھ اس عزم پیہم یا عزم صمیم کے ساتھ کہ آپ چھوڑیں گے نہیں جب تک ان داغوں کو مٹا نہیں لیں گے جب آپ خدا کی طرف متوجہ ہوں گے دعائیں کریں گے صبر سے کام لیں گے تو ایک ایسا بھی وقت آئے گا کہ آپ ان خوش نصیبوں میں داخل ہو جائیں گے جن کے کچھ پرانے داغ بھی مٹ گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور پھر ایک اور داغوں کی ایک منزل ہے، داغ دیکھنے کی منزل ہے جو سامنے آ کھڑی ہوگی۔ غرضیکہ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر کسی کو توفیق بخشے اور وہ اس دنیا میں صدیقوں میں داخل ہو جائے ورنہ صالحیت کا سفر ہی طے نہیں ہوتا اور بسااوقات انسان صالحیت کے جھگڑے حل کرتے کرتے ہی مر جاتا ہے۔ مگر اگر صالحیت کی منزل پر بھی مر جائے تب بھی وہ خوش نصیب ہے کیونکہ وہ اس گروہ میں داخل ہو جائے گا" **مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدآء والصالحین و حسن اولئک رفیقا۔**" (سورۃ النساء) تو صالحیت کا سفر بھی بہت لمبا سفر ہے یہ جب داغ مٹیں گے تو پھر اور، پھر اور، پھر اور، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور سفر بھی شروع ہو جائے گا جو خوبیوں کو حاصل کرنے کا سفر ہے۔ ہر مٹتے ہوئے داغ کے ساتھ ایک خوبصورتی ہے جو آپ کو عطا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا حسن مثبت صورت میں آپ کو دکھائی دے گا، آپ کو اس سے محبت ہوگی، آپ اسے اپنائیں گے تو داغوں کا مٹنے کا سفر اپنے ساتھ حسن کو اختیار کرنے کے سفر کو بھی رکھتا ہے اور بیک وقت یہ دونوں چیزیں پہلو بہ پہلو جاری رہتی ہیں۔ اس جدوجہد میں داخل ہونا ہی حقیقی جہاد ہے اور اس جدوجہد میں پڑنے کے بعد جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ یہ صلاحیت بخشے گا کہ وہ بہت جلد سب دنیا پر غالب آ جائے گی۔ جب تک غالب آنے کے لئے سلیقے معلوم نہ ہوں وہ تربیت نہ ہو جس تربیت سے گزرنے کے بعد ایک سپاہی بنتا ہے اور خدا کا سپاہی بننا عام سپاہی بننے سے بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ آسان ان معنوں میں تو ہے کہ جس حالت میں بھی ہے خدا قبول فرما لیتا ہے کہتا ہے جو کچھ ہے لے کر داخل ہو جاؤ لیکن مشکل ان معنوں میں کہ اس سپاہی بننے کے تقاضے پورے کرنا عام دنیا کے سپاہی بننے کے تقاضوں سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی قومیں سپاہیوں کی تربیت کرتی ہیں انہوں نے سالوں پر یہ معیار بنا رکھا ہے کہ بعض قوموں میں تین سال تک سپاہی کی تربیت کافی ہوتی ہے اور بعض اس کو چار یا پانچ سال تک لے جاتے ہیں۔ تو پانچ سالہ تربیت عموماً امریکہ میں مثلاً سپاہی تیار کرتے وقت دی جاتی ہے اور یورپ میں بھی غالباً یہی معیار ہوگا اور پھر ان میں سے جن کو آگے بڑھانا ہو ان کی تربیت کے سال اور لمبے ہو جاتے ہیں۔ مگر خدا کے سپاہی بننے میں یہ عجیب بات ہے کہ جنگ میں داخل تو آپ کو فوراً کر لیا جاتا ہے لیکن تربیت کا دور آخری سانس تک جاری رہتا ہے کیونکہ کام بہت وسیع ہیں اور ممکن نہیں کہ انسان ان کے تقاضوں کو پورا کر سکے اور وقت کی کمی تقاضا کرتی ہے کہ جلدی سپاہی پیش کرو۔ تو کچے پکے جتنے بھی سپاہی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میری خاطر تم آتے ہو تو آ جاؤ میں تمہیں اپنی فوج میں داخل کرتا ہوں لیکن شرط ہے کہ ساتھ ساتھ سیکھنا ضرور ہوگا اور اپنا معیار ضرور بلند کرنا ہوگا۔

پس موت تک جو ہم سپاہی بنتے ہیں اکثر صورتوں میں اور بڑی بھاری اکثریت کی صورتوں میں ہم صالح بننے کی ٹریننگ حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ صالح ہو جائیں اور صالح بننا جس کو نصیب ہو جائے ایسی حالت میں کہ جب وہ مرے تو اللہ تعالیٰ فرمائے کہ یہ صالحین میں تھا اور صالحین کی جماعت میں اس نے دم توڑا ہے یہ بہت ہی بڑا اعزاز ہے کیونکہ صالحیت کا لقب نجات کا لقب ہے۔ جس کو خدا صالح قرار دیدے وہ نجات پا گیا۔ اور "**مع الذین انعم اللہ علیھم**" میں جو خدا تعالیٰ نے "**مع**" کا لقب رکھا ہے پہلے "**من**" نہیں رکھا اس کی ایک بڑی حکمت یہ ہے تاکہ ان کو نبیوں کا ساتھ نصیب ہو سکے۔ ہر ایک تو "**من النبیین**" نہیں ہو سکتا ہر ایک تو "**من الصدیقین**" نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک تو "**من الشھدآء**" نہیں ہو سکتا پس وہ صالح کیا کریں گے جو سب سے نچلی منزل پر بیٹھے رہے یا چلتے چلتے ایسی حالت میں دم توڑ دیا کہ ابھی وہ ابتدائی منزل پر ہی تھے۔ کیا ان کو ان بلند تر وجودوں کا ساتھ نصیب نہیں ہوگا؟

پس پہلا "**مع**" یہ معنے بھی رکھتا ہے کہ مبارک ہو تمہیں کہ تم اب انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ شمار ہوگے "**کونوا مع الصادقین**" میں یہی پیغام ہے کہ صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ "**و توفنا مع الابرار**" کہ اے اللہ ہمیں ابرار کے ساتھ موت دے۔ تو کتنے بڑے احسانات ہیں۔ ایسے احسانات کہ نہ گنے جا سکتے ہیں نہ گنوائے جا سکتے ہیں جو ذوالمنن کے احسانات اپنے بندوں پر ہیں کیسی کیسی شفقتوں کا سلوک فرماتا ہے، کتنے پیار کا اظہار کرتا ہے گنہگاروں کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے اور پھر یہ دستور بنالیا ہے کہ تم سفر شروع کر دو جہاں بھی تمہارا انجام ہوگا ہم تمہیں صالحین میں شمار کر لیں گے مگر سفر شرط ہے۔ پس آپ یہ سفر کریں اور "**لاتقنطوا من رحمۃ اللہ**" اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اور یقین رکھیں کہ یہ چیزیں جو بہت مشکل دکھائی دیتی ہیں یہ وقت کے ساتھ ساتھ آسان ہوتی چلی جائیں گی اور ہر قسم کے داغ مٹائے جا سکتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو۔ اور "**واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ**" پر عمل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "جب ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے لئے اس قدر صبر سے کام لینا پڑتا ہے تو پھر کس قدر نادان ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کی اصلاح کے واسطے اور دل کی غلاظتوں اور گندگیوں کو دور کرنے کے لئے یہ خواہش کرے کہ یہ پھونک مارنے سے نکل جائیں اور قلب صاف ہو جائے"۔ یعنی پھونک مارنے سے یہ سارے گناہ دور ہو جائیں اور قلب اچانک صاف ہو جائے۔ یہ پھونک مارنے والے پیر اور فقیر سب دنیا کو دھوکے دیتے پھرتے ہیں اور ان کی پھونک سے تو ان کا اپنا نفس بھی کبھی صاف نہیں ہوا۔ تعفن کی پھونک ہے جو شرک پھیلاتی ہے۔ ایک بدبو جس کے پاس کوئی شریف النفس انسان کھڑا بھی نہیں ہو سکتا اور اتنی جہالت ان لوگوں نے پھیلائی ہے اور ہر سال یورپ کے سفر کرنے والے بڑے بڑے پھونک مارنے والے صوفی آتے ہیں اور درویش اور فقیر پہنچتے ہیں، انکے اخباروں میں اشتہار چھپ جاتے ہیں کہ وہ بہت پہنچا ہوا صوفی آگیا ہے اور ایک نظر سے تمہیں آر پار کردے، یہاں سے کہیں اور پہنچا دے گا اور اس کی ایک پھونک سے تم ہر بیماری سے شفا پا جاؤ گے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ سب ظلم کے قصے ہیں۔ شرک کی تعلیم ہے جو یہ دینے آتے ہیں اور جنت کی بجائے جہنم کی گارنٹی ہوتی ہے۔ یہ کہنا ان کے لئے جائز ہے کہ ایک پھونک میں ہم تمہیں جہنم میں پہنچا دیں گے۔

احمدیت نے اللہ کے فضل کے ساتھ آپ کو ان اندھیروں سے نکالا ہے۔ اتنا بڑا احسان ہے کہ کوئی انسان اس پر غور کرے تو وہ ساری عمر یہ شکر ادا کرتے کرتے مر جائے تو شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے آپ کو کہاں پیدا کر دیا۔ کس روشنی میں پیدا فرما دیا ہے۔ امام مہدی کا زمانہ عطا کیا، اس کی جماعت میں داخل کیا، اس کی جماعت میں شامل ہو کر محض اللہ نے اپنے فضل سے آپ کو مزید ترقیات کی طرف قدم بڑھانے کی توفیق بخشی۔ تو یہ بہت احسانات ہیں جس نے آغاز سفر کے سامان مہیا کئے ہیں۔ لیکن یہ سفر کا انجام نہیں ہے۔ یہ بات ہے جو میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آئندہ بھی سمجھاتا رہوں گا کہ احمدیت ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اندھیروں سے نکل کر آپ آئے ہیں لیکن روشنی میں پہنچ کر سفر ختم نہیں ہوا بلکہ روشنی میں پہنچ کر سفر کا آغاز ہوا ہے اور توحید کا سفر لامتناہی ہے، اپنے نفس کو شرک سے پاک کرنے کا سفر لامتناہی ہے۔ ان معنوں میں لامتناہی ہے کہ وہ جو خدا کی طرف سے توحید کے نور سے مزین کئے جاتے ہیں یا روشن کئے جاتے ہیں یعنی انبیاء کا گروہ، ان کے سوا باقی ہر طبقے کے بزرگوں اور نیکوں کے لئے توحید کے متعلق محنت کرنی پڑتی ہے، مسلسل محنت کرنی پڑتی ہے اور توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس لئے سفر لامتناہی رہتا ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شرک کا حملہ ان کے اوپر ہوتا ہی رہتا ہے۔ کبھی اولاد کی طرف سے ابتلاء آ گیا، کبھی نظام جماعت کی سزا کے طور پر ابتلاء آگیا، کبھی مالی ابتلاء آ گیا، کبھی قریبیوں کی موت ابتلاء بن گئی۔ تو انسانی زندگی میں جو توحید کا سفر ہے وہ بظاہر مکمل ہونے کے باوجود ایک انسان یہ سمجھ بھی لے کہ میں توحید کامل پر قائم ہو گیا ہوں پھر بھی یہ سفر مکمل نہیں ہوتا کیونکہ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے چلے جاتے ہیں، نئی نئی آزمائشیں آتی چلی جاتی ہیں، نئے نئے امتحان درپیش ہوتے ہیں تو اللہ کرے ہمیں ان سب تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا ہو کیونکہ ہم پر ذمہ داریاں بہت ہیں۔ بہت بڑے کام ہیں جو ہمارے سامنے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو فضلوں کی رفتار بڑھا دی ہے اسے دیکھ کر جہاں روح سجدہ ریز ہو جاتی ہے وہاں خوف بھی پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم سے بڑی توقعات رکھی ہیں۔

کہاں آٹھ دس ہزار احمدیوں کا سال بھر میں ساری دنیا بھر میں جماعت میں داخل ہونا یعنی غیر احمدیوں کا احمدی بننا یا غیر مسلموں کا مسلم بننا، کہاں سولہ لاکھ کا ایک سال میں مہمان بن کر چلے آنا۔ تو میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ نے ہم پر نظر رحمت فرماتے ہوئے ہم سے توقعات رکھی ہیں اور جتنے فضل عطا کئے ہیں اتنی ہی ہم سے توقعات بڑھ گئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نظر میں ہم اصلاح پذیر ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں ہماری وسعتیں پھیل رہی ہیں، ہماری صلاحیتیں بڑھ رہی ہیں اور ان کے مطابق اس کے فضل نازل ہو رہے ہیں اور ان کے مطابق ہم سے توقعات اونچی ہو رہی ہیں۔ پس دعا کرتے رہیں اور تھکے بغیر، پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر مسلسل قدم آگے بڑھاتے رہیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور خدا ہمیں، ہم سب کو جو آج زندہ ہیں اس آنے والی صدی کا امام بنا دے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بقیہ:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی جھلکیاں

(ایسری نسخا)

مجلس کے اختتام پر حضور ہال سے باہر گاڑیوں کے پاس تشریف لے گئے، وہاں بعض نواحمدیوں کی خواہش پر ان کے اور ان کے بچوں کے ساتھ تصاویر بنوائیں پھر جرمنی سے ہالینڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ روانگی سے قبل حضور نے دعا کرائی اور امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کو گلے لگاتے ہوئے مبارک باد دی اور جلسہ اور دورہ کے شاندار انتظامات پر اظہار خوشنودی فرمایا اور نہایت پیار کے ساتھ فرمایا کہ میں آپ کو تمام جرمنی جماعت کی نمائندگی میں گلے لگا رہا ہوں پھر حضور گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور مع افراد قافلہ Nunspeet (ہالینڈ) کے لئے احباب جماعت کے پرجوش دعائیہ نعروں کی گونج میں روانہ ہوئے۔ الحمدللہ۔ اللہ کرے کہ ہمارے پیارے آقا ہر لحہ اللہ کی خاص حفاظت میں رہیں۔ اور آپ کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں ہر لحہ بےپناہ برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ آمین۔

(رپورٹ: محمد الیاس منیر مبلغ جرمنی)

درخواست دعا

خاکسار کی بچی وحیدہ غفار کے میٹرک کے امتحان میں نمایاں کامیابی نیز خاکسار اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔

شیخ عبد الغفار چک ایمرچھ

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
Soniky
NIR
A TREAT FOR YOUR FEET
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی جھلکیاں

(تیسری قسط)

گذشتہ رپورٹ مطبوعہ ہفت روزہ بدر ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء شمارہ ۴۴ میں ۲۸ اگست کو جرمن مہمانوں کے ساتھ منعقد ہونے والی مجالس سوال و جواب کا ذکر جاری تھا۔ اسی مجلس میں پوچھے جانے والے بعض سوالات کے جوابات حسب ذیل تھے۔

★ ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا مستقبل قریب میں کسی ایٹمی جنگ کا امکان ہے تو حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اس کا بڑے واضح طور پر ذکر موجود ہے لیکن یہ مذکور نہیں کہ یہ چین اور روس کے درمیان ہوگی، مگر عمومی ذکر موجود ہے۔

★ ایک مہمان نے پوچھا کہ کیا دوسرے سیاروں سے بھی یہاں لوگ آ سکتے ہیں اور ہم بھی وہاں جا سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا قرآن کریم میں یہ بھی ذکر موجود ہے کہ دوسرے سیاروں میں مخلوق موجود ہے اور خدا تعالیٰ اسے باہم ملا دینے پر قادر ہے۔ یہ کب اور کیسے ہوگا، ہم نہیں جانتے، لیکن ہوگا ضرور۔

★ ایک مہمان کا سوال تھا کہ زندگی اور مخلوق کے کیا معنے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ زندگی کے معنے خدا کے ذریعہ ہی معلوم کئے جاسکتے ہیں، زندگی خدا کے بغیر مکمل طور پر بے معنی ہے۔ کیونکہ اگر زندگی اپنا خالق نہیں رکھتی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور جب خدا کا وجود ثابت ہو جاتا ہے تو زندگی کا مطلب صرف یہی ہے کہ اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کیا جائے۔

★ اس مجلس کے آخر پر ایک خاتون کے ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اسلام عورت کے متعلق ایسی تعلیم دیتا ہے کہ کسی مذہب میں اس کی مثل نہیں ملے گی۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ پھر قرآن ہرگز یہ نہیں کہتا کہ مرد کے حقوق زیادہ ہیں، بلکہ عورت کے بھی برابر کے حقوق بتلاتا ہے۔ پھر اگر اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو عورتیں بعض اوقات مردوں سے زیادہ خدمات سرانجام دیتی ہوئی نظر آئیں گی۔ حضور نے بڑے بھرپور انداز میں فرمایا کہ میں تو عورتوں کے حقوق کا زبردست وکیل ہوں۔ میری طرف سے عورتوں کی تحقیر یا ان کے حقوق کی پامالی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

اس طرح سے یہ پرکیف اور دلچسپ علمی مجلس سوال و جواب بہت اثر انگیز ماحول میں ساڑھے آٹھ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔

۲۹ اگست

آج بھی حضور پرنور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دفتری مصروفیات کا آغاز احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشنے سے فرمایا۔ اس کے بعد اڑھائی بجے تک حضور بعض دیگر دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ پھر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں اور چار بجے سہ پہر حضور مع افراد قافلہ Stuttgart کے لئے روانہ ہوئے جہاں Sindel Fingen نامی شہر کے ایک بہت کشادہ حال میں بوزنین و البانین مہمانوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ ٹھیک چھ بجے یہاں ورود فرما ہوئے اور اس تقریب کا آغاز فرمایا۔ اس تقریب میں سینکڑوں مہمانوں نے شرکت کی اور بہت سے مہمانوں نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے اسلام اور احمدیت اور نظام جماعت اور بعض دیگر دینی مسائل کے بارہ میں سوالات پوچھے، جن کے حضور پرنور نے بڑی وضاحت کے ساتھ جوابات عطا فرمائے۔ حضور انور کے انگریزی میں کلمات مبارکہ کے بوزنین اور البانین زبانوں میں تراجم کا انتظام موجود تھا۔ یہ روح پرور مجلس سوال و جواب ساڑھے آٹھ بجے شب تک جاری رہی۔

اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ میونخ کے لئے روانہ ہوگئے اور دوران سفر Albhohe کے مقام پر حضور نے رات کا کھانا تناول فرمایا اور مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ پھر رات میونخ کے ریجنل مرکز المسجد المہدی Neufahrn میں ورود فرما ہوئے۔

۳۰ اگست

آج جمعۃ المبارک تھا۔ دو بجے دوپہر حضور انور المسجد المہدی Neufahrn کے بالکل قریب واقع ایک حال میں رونق افروز ہوئے۔ یہ وسیع و عریض خوبصورت حال حضور ایدہ اللہ کے اس دورہ کے موقع پر مختلف تقاریب کے لئے مقامی جماعت نے کرایہ پر حاصل کیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ کی آمد پر جمعہ کی دوسری اذان دی گئی اور حضور نے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے ابتداء میں آیہ کریمہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم کی تلاوت فرمائی۔ بعد ازاں اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے حالیہ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی کی مہمانوازی کی تعریف فرمائی اور نصف گھنٹے تک اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے جماعت جرمنی کا شکریہ بھی ادا کیا اور اسے اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔ پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ کے مضمون کی طرف واپس آئے اور محبت الٰہی کے مضمون کے تسلسل میں فرمایا کہ یہ مضمون میں آپ کو سنت رسولؐ کے حوالہ سے سمجھا رہا ہوں اور ہو سکتا ہے بعض لوگ اس سفر کو مشکل تصور کرکے گھبرا کر بیٹھ ہی رہیں۔ اس لئے میں آج وضاحت کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ان لوگوں کے لئے بھی بڑی واضح ہدایت دی ہے جو اپنے تئیں بےحد گناہ گار شمار کرتے ہیں کہ انہیں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اگر گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں جلد از جلد دھونے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ داغ تو ایسے ہوتے ہیں جنہیں اگر فوری طور پر محض ٹھنڈے پانی سے دھو دیا جائے تو وہ صاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی داغ اس قدر پختہ ہو جاتے ہیں کہ بہت زیادہ محنت اور کوشش کے بعد بھی نہیں دھلتے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس سلسلہ میں متعدد مثالیں دیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے مضمون سمجھایا اور ہر لحہ توبہ کا سفر جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور پرنور نے نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھائی اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

شام چھ بجے حضور پرنور پھر اسی حال میں رونق افروز ہوئے، اب حضور کے مخاطب مقامی جرمن مہمان تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو آٹھ بجے شب تک جاری رہا۔ حضور ایدہ اللہ کے کلمات مبارکہ کا جرمن ترجمہ محترم ہدایت اللہ حبش صاحب کو کرنے کی سعادت ملی۔

اس تقریب میں دو صحافی خواتین نے بھی شرکت کی اور تقریب کے بعد حضور ایدہ اللہ کا ایک مختصر سا انٹرویو بھی لیا۔

اس تقریب میں بڑے دلچسپ سوالات ہوئے جن کے حضور انور نے بڑی وضاحت کے ساتھ جوابات عطا فرمائے۔

★ ایک خاتون کا سوال تھا کہ حج کے موقع پر تو عورتوں کے لئے پردہ نہیں ہوتا، عام دنوں میں اس کی پابندی اسلام نے کیوں لازم قرار دی ہے؟

حضور پرنور نے اس کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے بتایا کہ پردہ دراصل عورت کو دوسروں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے رکھا گیا ہے اور حج کے موقع پر ایسا ماحول ہوتا ہے کہ ہر شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے اور کسی قسم کے شر کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس لئے وہاں پردہ کی اس طرح پابندی لازمی نہیں ہے۔

اسی ضمن میں اسی خاتون کے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ حج ایک ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔ اس لئے حج کرنے کے بعد انسان کے کردار اور اعمال میں لازماً نیک تبدیلی آنی چاہئے، اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس حج کا کوئی حقیقی فائدہ انسان کو نہیں ہو سکتا۔

اس تقریب میں متعدد ایسے سوالات بھی ہوئے جن کے جوابات حضور انور اپنے اسی دورہ کے دوران مختلف تقاریب میں عطا فرما چکے ہیں اور ان کا اجمالاً ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے۔

★ تقریب کے بعد یہاں موجود صحافی خاتون نے حضور انور کا انٹرویو لیا جس میں مختلف امور کے بارہ میں سوالات پوچھے۔ اس نے یہ بھی پوچھا کہ آپ لندن کیوں آئے اور کب واپس جائیں گے؟ حضور نے فرمایا کہ میں پاکستان سے اس لئے آیا تھا کہ وہاں ایسے قوانین بنا دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے میں اپنے فرائض ادا نہیں کر سکتا تھا اور واپس اسی صورت میں جاؤں گا جب یہ قوانین ختم کر دیئے جائیں گے۔ صحافی خاتون نے سوال کیا کہ آپ جو یہاں قریہ قریہ پہنچ کر تبلیغ اسلام کرتے ہیں تو کیا اس کے کوئی مثبت نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں یعنی جرمنوں کا آپ کی طرف میلان بھی ہے یا نہیں؟ حضور نے فرمایا کہ جماعت میں باقاعدہ شامل ہونے والوں کی تعداد تو زیادہ نہیں ہے مگر جرمن قوم اب دلچسپی ضرور لینے لگی ہے۔ ہماری تقریبات میں جرمن آتے ہیں، سوالات پوچھتے ہیں اور جوابات بڑے غور کے ساتھ سنتے ہیں۔

۳۱ اگست

آج صبح حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چند گھنٹوں کے لئے میونخ کے جنوبی علاقہ کی سیر کی۔ حضور ۹ بجے صبح اس سیر کے لئے المسجد المہدی سے روانہ ہوئے اور Oberammergau کے علاقہ میں مختلف جھیلوں کے کنارے، پہاڑوں کے بیچ، بل کھاتی سڑکوں پر آسٹریا کی سرحد کے قریب بلند و بالا پہاڑوں پر حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ کیا، دلفریب نظاروں اور پرکیف فضاؤں سے لطف اندوز ہوئے۔ اس دوران دو مختلف جگہوں پر حضور نے گاڑی سے اتر کر چہل قدمی بھی فرمائی۔ ایک جگہ Kochel am see پہنچ کر حضور نے Alpen Hotel نامی ایک ریستوران میں کافی بھی نوش فرمائی۔ اس سارے سفر کے دوران حضور نہایت خوشگوار اور پرشفقت انداز میں اپنے ھمسفروں کے ساتھ گھلے ملے رہے۔ آپ کے ساتھ اس سفر میں محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، محترم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ، محترم محمد منور عابد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، خاکسار محمد الیاس منیر مربی سلسلہ جرمنی، محترم مظفر احمد باجوہ صاحب ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری جرمنی کو شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جبکہ محترم بشیر احمد صاحب آف لندن، محترم محمود زمان عباسی صاحب آف جرمنی، محترم مرزا عبدالوحید صاحب آف لندن کو ڈرائیونگ اور محترم ناصر سعید صاحب آف لندن اور محترم رفاقت احمد صاحب آف جرمنی کو حفاظت خاص کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

شام ۵ بجے TSV Hall Neu Fahrn میں مقامی جماعت نے بوزنین اور البانین مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام کر رکھا تھا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر حضور پرنور حال میں رونق افروز ہوئے۔ مہمان بڑی کثرت کے ساتھ یہاں موجود تھے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا پھر آیات کریمہ کا بوزنین اور البانین زبانوں میں ترجمہ ہوا جس کے بعد مہمانوں نے سوالات کئے، حضور ایدہ اللہ نے ان کے جوابات ارشاد فرمائے۔ اس موقع پر البانین زبان میں محترم ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب اور بوزنین زبان میں محترمہ آرمینیہ صاحبہ کو ترجمانی کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت ملی۔

★ اس مجلس سوال و جواب میں سب سے پہلے ایک دوست نے پوچھا کہ تعویذ کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کی قرآن میں کوئی سند نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ یہ قرآنی حکم کے صریحاً خلاف ہے جو ملاں لوگ پیسے لے کر دم کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا واضح حکم ہے کہ لا تشتروا بآیات اللہ ثمناً قلیلاً۔ یہ لوگ بہت بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ البتہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کا ذکر ضرور حدیث میں ملتا ہے، اس سے زائد کچھ نہیں۔

★ اسی دوست کے ایک دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر زیادہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کم۔ اگرچہ آنحضورؐ کا نام بار بار نہیں آیا مگر بالواسطہ طور پر آپؐ کا بہت سے مقامات پر ذکر موجود ہے۔ مثلاً آپؐ کو کبھی مزمل، کبھی مدثر، کبھی یٰس، طٰہٰ کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے تو کبھی قل کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

★ ایک دوست نے پوچھا کہ اسلام میں کتنے فرقے ہیں اور ان میں سے کون سا فرقہ بہتر مسلمان ہے؟

حضور نے فرمایا کہ اندازاً ۷۳ فرقے ہیں جو بڑے بڑے ہیں۔ چھوٹے یا ذیلی فرقوں کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہے لیکن چونکہ حدیث میں پیشگوئی ہے کہ مسلمانوں کے فرقے ۷۳ ہوں گے اس لئے عام طور پر مسلمانوں کے فرقوں کی یہی تعداد بیان کی جاتی ہے اور جہاں تک ان میں سے کسی کے بہتر ہونے کا تعلق ہے تو یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ کل یعمل علیٰ شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلاً اپنے آپ کو تو اپنے اعمال ہمیشہ اچھے ہی لگتے ہیں جیسے فرمایا کذالک زینا لہم اعمالھم کہ انکے اعمال انہیں اچھے اور خوبصورت کرکے دکھائے ہیں تاہم ظاہری حالات کو دیکھ کر آپ خود بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس کا موقف، کس کا کردار معقول ہے اور قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔

★ ایک نو احمدی دوست کا سوال تھا کہ احمدیوں کے لئے کیا یہ ممکن ہے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھے؟ اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو آپ کو خود جواب دینا چاہئے کہ آپ احمدی کیوں ہیں اور دوسروں سے کیا فرق ہے۔ آپ نے بیعت کی ہے اس امام کی جسے خدا نے مقرر فرمایا ہے، باقی امام تو لوگوں کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ تو یہ ہے نمایاں فرق۔ احمدی اللہ کے مقرر کئے ہوئے امام کو چھوڑ کر لوگوں کے مقرر کردہ ایسے امام کے پیچھے کیسے نماز پڑھیں جو خدا کے احکام کا انکار کرتے ہیں، اسکے بھیجے ہوئے امام کو رد کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے ہماری نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو یہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے امام مہدی کا انکار کیوں کیا۔ یہ انکار دراصل اسی انکار کی ایک شاخ ہے جس کی ابتداء شیطان کے انکار سے ہوئی تھی اور اس نے یہ انکار اس لئے کیا تھا کہ میں آدم کو سجدہ کیوں کروں جبکہ وہ مجھ سے کمتر ہے۔

★ ایک مہمان نے سوال کیا کہ نماز میں اپنے ہاتھ آگے کیوں باندھتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ پیچھے تو کوئی بھی نہیں باندھتا، کچھ لوگ جو مالکی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں ہاتھ چھوڑ کر ضرور نماز پڑھتے ہیں اور یہ جو اختلاف ہے کوئی ایسا امر نہیں جو بہت خطرناک ہو۔ اگر تو ایسا کرنے والے احکام خداوندی اور سنت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایسا کرتے ہیں تو نماز یقیناً قبول ہوگی کیونکہ خدا کوئی ملاں تھوڑی ہے۔

★ ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے بعض دوستوں نے بتایا ہے کہ احمدی لوگ اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ اس نے وضاحت کی کہ ممکن ہے کہ میرے یہ دوست، دشمن ہی ہوں۔

حضور نے اس سوال پر حاضرین مجلس سے پوچھا کہ یہاں جو احمدی البانین اور بوزنین بیٹھے ہیں، ان میں سے کتنے ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ چنانچہ پہلے البانین میں حضور کے اس استفسار کا ترجمہ ہوا تو سب نے اس کا انکار میں جواب دیا۔ پھر بوسنین احمدیوں تک حضور کے یہ کلمات پہنچائے گئے تو انہوں نے بھی حیرانی کے ساتھ انکار میں جواب دیا کہ ہم میں سے تو کسی کو بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ اس پر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا وہ دوست جس نے تمہیں یہ بات بتائی تھی بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اس پر آئندہ کبھی اعتبار نہ کرنا۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے واضح فرمایا کہ ایک بات درست ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ امت محمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ لیس بینی و بینہ نبی کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا چنانچہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہی مسیح مانتے ہیں۔ اس لئے یہ ہمارے اور ملاں کے درمیان جھگڑا نہیں ہے بلکہ یہ جھگڑا تو ملاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔

★ ایک دوست نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کیا ہے اور کب بنی اور اس کا حقیقی مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست بنائی ہوئی جماعت ہے جو اس زمانہ میں بالکل اسی طرح مسیح کے ذریعہ بنی ہے جس طرح یہود میں حضرت مسیح کے ہاتھوں بنائی گئی تھی۔ اس کے بعد حضور نے جماعت کا تفصیلی تعارف کرایا، اس کے دنیا بھر میں پھیلاؤ کا نقشہ کھینچ کر حضور نے فرمایا کہ اس کی یہ روزافزوں ترقی دراصل اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ اللہ کی جماعت ہے اور سچی جماعت ہے۔ اور اس کا انتہائی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمادیا ہوا ہے کہ لیظھرہٗ علی الدین کلہ کہ اسلام کو تمام دوسرے دینوں پر غالب کرنا ہے۔

★ یہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی کہ وہ دوست جنہوں نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارہ میں سوال کیا تھا مائیک پر ایک مرتبہ پھر آئے اور کہنے لگے کہ میں اس بارہ میں آپ کے جواب سے متفق نہیں ہوں۔ حضور نے پوچھا کہ اگر آپ متفق نہیں ہیں تو آپ احمدی کیسے ہیں۔ مذکورہ دوست کہنے لگے میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ حج کے دوران تو سب ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ وہاں ہمارے لئے کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی نماز پڑھیں؟

حضور نے اس حوالہ سے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کے فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف سخت تکفیر کے فتاویٰ دے رکھے ہیں بریلوی، وہابی، شیعہ۔ یہ سب ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں سمجھتے اگر وہ اس کے باوجود نماز پڑھتے ہیں تو پھر وہ منافقت کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے عقیدہ کے برخلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں جبکہ احمدی ایسا نہیں کرتے۔ اگر کوئی احمدی اس قسم کی صورتحال میں گھر ہی جائے تو اس کے لئے دو صورتیں ہوں گی

اول: وہاں سے باہر نکل آئیں۔

دوم: اگر وہاں سے نکلنا ممکن ہی نہ ہو تو وہ واپس آکر علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔

بہرحال ایک اصول حتمی ہے اور وہ یہ کہ اگر امام خدا کی طرف سے مقرر ہو تو اسے رد کرنے والا کبھی امام نہیں ہو سکتا۔ حضور نے فرض کے طور پر یہ قرار دے کر پوچھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب امام مہدی نہیں تو جو بھی امام مہدی آئیں گے، انہیں جو نہیں مانے گا، وہ کون ہوگا؟ اس کی کیا حیثیت ہوگی؟ حضور نے مضمون سمیٹتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک تجویز آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ سعودی حکام سے آپ پوچھیں کہ کیا وہابی مسلمان، شیعہ یا بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ہاں، تو پھر ان سے کہیں کہ کسی کسی سال حج کے موقع پر بریلوی یا شیعہ امام بھی مقرر کر دیا کریں۔ سوال کرنے والے دوست نے اس پر تجویز دی کہ پھر تو ہمیں ایک مشترکہ کانفرنس میں ایک امام کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جس امام کو اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، اسے رد کرکے اپنا امام بنانا یہ تو بالکل بے معنی چیز ہے۔ امام تو صرف اللہ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اور یہ تمام مسائل کا حل ہے کہ اس امام کو قبول کر لیا جائے اور اس کی اطاعت کا جوا اٹھا لیا جائے۔ اس طرح سے یہ دلچسپ علمی اور تربیتی سوال و جواب پر مشتمل مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اس حال سے حضور ایدہ اللہ فرانکفرٹ کے لئے واپس روانہ ہوئے تاہم روانگی سے قبل حضور چند منٹ کے لئے المسجد المہدی میں بھی تشریف لے گئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز حضور پر نور نے راستہ میں ایک کھلی جگہ پر رک کر ادا کیں اور وہیں مع افراد قافلہ رات کا کھانا جو میونخ سے ساتھ پکوا لیا گیا تھا تناول فرمایا۔ اس موقع پر خاکسار راقم الحروف محمد الیاس منیر کو بھی اس کھلی جگہ پر حضور کے پہلو میں بیٹھنے کی سعادت ملی۔ چنانچہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نے جو خواب دیکھا تھا کہ الیاس منیر میرے ساتھ ایک کھلی جگہ پر بیٹھا ہے، وہ خواب آج اپنے ظاہری معنوں میں بھی پورا ہو رہا ہے۔ تو حضور انور نے بڑے پرمسرت انداز میں "ماشاء اللہ، الحمدللہ" فرمایا۔

یہاں پر ایک مقامی جرمن نوجوان بھی دوران سفر وقفہ کرنے کے لئے رکے ہوئے تھے۔ وہ حضور ایدہ اللہ کو دیکھ کر بےحد متاثر ہوئے اور حضور ایدہ اللہ کی طرف بےاختیار کھنچے چلے آئے۔ انہوں نے روانگی سے قبل حضور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی خواہش کی، جسے حضور نے قبول فرمایا۔ اسی طرح گاڑیوں میں بیٹھنے سے پہلے حضور نے گاڑیاں ڈرائیو کرنے والے تمام خدام کو اپنے ہاتھ سے چائے اور قہوہ ڈال کر عطا فرمایا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر رات پونے بارہ بجے بخیر و عافیت مسجد نور فرانکفرٹ میں رونق افروز ہوئے۔ الحمدللہ۔

یکم ستمبر

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس دورہ جرمنی کا آخری روز تھا اور صبح کے وقت جرمنی کے ایک اہم شہر Dusseldorf میں ایک مجلس سوال و جواب البانین اور بوزنین مہمانوں کے ساتھ ہونا تھی چنانچہ حضور پرنور فرانکفرٹ سے قریباً ۲۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع اس شہر کو روانگی کے لئے ٹھیک ۹ بجے صبح اپنی رہائش گاہ سے باہر مسجد نور کے احاطہ میں تشریف لائے۔ اس وقت حضور کو اپنی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے سینکڑوں احباب و خواتین مسجد کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور نے اس موقعہ پر بچوں میں کچھ چاکلیٹ بھی تقسیم فرمائے۔ اس موقع پر اس تبرک سے بعض بڑوں کو بھی حصہ پانے کی سعادت ملی۔ بعد ازاں حضور نے سب احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخشا اور گاڑی کے قریب کھڑے ہو کر اجتماعی دعا کرائی اور فرانکفرٹ سے روانہ ہوگئے۔

حضور پرنور دو گھنٹے کے سفر کے بعد Dusseldorf پہنچے تو وہاں ایک بہت بڑے ہال میں مقامی جماعت کے زیر انتظام مجلس سوال و جواب کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضور چند منٹ تک مقامی احباب جماعت کے ساتھ تشریف رکھنے کے بعد ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے حال میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں البانین اور بوزنین مہمان کثیر تعداد میں جمع تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد دونوں زبانوں میں اس کا ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس مجلس میں بھی البانین اور بوزنین زبانوں میں ترجمانی کے فرائض بالترتیب محترم ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب آف سویڈن اور محترمہ ارمینہ صاحبہ آف بوسنیا نے سرانجام دیئے۔

اس مجلس سوال و جواب میں بھی بڑے دلچسپ علمی سوالات ہوئے جن کے حضور نے نہایت پر معارف جوابات عطا فرمائے۔

★ سب سے پہلے ایک دوست نے سوال کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ مقرر کئے جانے پر فرشتوں نے جو اعتراض کیا کہ وہ فساد ڈالیں گے تو فرشتوں کو یہ کیسے علم ہوگیا، جب کہ ابھی تو انہیں پیدا ہی نہیں کیا گیا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ دراصل یہ مکالمہ مخلوق کی پیدائش سے پہلے کا نہیں ہے۔ جب فرشتوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا تو اس وقت مخلوق پیدا ہو چکی تھی تبھی تو فرشتوں کو اس کی فطرت کا اندازہ تھا۔ اس میں یہ امر خاص طور پر قابل غور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہرگز پہلے انسان نہیں ہیں بلکہ آپ پہلے خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ چنانچہ آج تمام سائنس دان اور محقق بھی اور ہر پڑھا لکھا شخص اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ چکا ہے اور ثابت کر رہا ہے کہ یہ آدم علیہ السلام صرف چھ ہزار سال پہلے پیدا ہوئے جبکہ آپ سے بہت پہلے، لاکھوں سال سے انسان کی تخلیق کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور نے بتایا کہ ملاں اور آج کا حوجہ (Huja) قرآن کو جانتا اور سمجھتا ہی نہیں، اس لئے وہ قرآن کریم کی صحیح ترجمانی کر ہی نہیں سکتا۔

حضور نے حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بارہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے بعد فرشتوں کی طرف سے حضرت آدمؑ کے بارہ میں ظاہر کئے جانے والے اس خدشہ پر روشنی ڈالی کہ وہ خونریزی کریں گے، فساد کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ دراصل پہلے سے موجود انسان کا رویہ اور ان کا کردار فرشتوں کے سامنے تھا، ان کی فطرت کا ان کو علم تھا، اس لئے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو بھی ان پر پہلے سے موجود انسانوں پر قیاس کیا اور اس خدشہ کا اظہار کیا کہ کہیں یہ بھی اس خونریزی میں شامل نہ ہو جائیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو دراصل حضرت آدمؑ کو ان لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کر رہا تھا۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی خدا کا کوئی بندہ اس کا مامور بن کر آتا ہے تو وہ تو امن کا شہزادہ ہوتا ہے۔ اس کی طرف فساد اور خونریزی کیسے منسوب کی جا سکتی ہے۔

ایک دوست نے بائبل کے حوالہ سے پوچھا کہ زبور میں تو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ واپس آئیں گے۔ حضور نے سوال کرنے والے دوست سے پوچھا کہ وہ حوالہ کہاں ہے، جسے آپ پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر وہ حوالہ پیش کیا گیا جسے ملاحظہ کرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے گیتوں میں پیش گوئی کے رنگ میں ایک مضمون بیان ہوا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے حالات پر چسپاں ہوتا ہے۔ اور اس کے مطابق حضرت عیسیٰؑ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے اور جہاں تک عیسائیوں کا تعلق ہے تو اس بارہ میں وہی بتا سکتے ہیں کہ ان واضح دلائل کے باوجود وہ کیوں اس قسم کے غلط عقائد پر یقین رکھتے ہیں۔

حضور پرنور کی اس مجلس سوال و جواب میں ایک بجے تک بہت سے احباب مختلف نوعیت کے سوالات پوچھتے رہے اور حضور انور کمال بشاشت سے ان کے جوابات عطا فرماتے رہے۔ یہ سوالات اس سے پہلے بھی اس دورہ جرمنی کے دوران مختلف تقاریب میں حضور سے پوچھے جاتے رہے اور ان کا مختصر ذکر اس رپورٹ میں پہلے گزر بھی چکا ہے۔ یہ مجلس ایک بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی جس میں بہت سے حاضرین مجلس نے شرکت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اور مجلس میں موجود جملہ احباب نے ایک مرتبہ پھر تجدید بیعت کی سعادت حاصل کی۔ الحمدللہ۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۸)

۳۔ آرسنک البم

ARSENICUM ALBUM

(Arsenious Acid)

آرسنک ایک بہت ہی مہلک زہر ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جس جسم میں سرایت کر جائے تو اس کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ایک دفعہ جسم میں جذب ہو جائے تو دس ہزار سال کے بعد بھی اس شخص کی لاش میں اس کے آثار موجود ہوں گے کیونکہ یہ ہڈیوں اور بالوں کا جزو بن جاتا ہے۔

آرسنک جو علامات پیدا کرتا ہے اس میں بے چینی سب سے نمایاں ہے۔ ایک تو جسمانی بے چینی ہے جس میں مریض کو تکلیف کی وجہ سے کسی کروٹ چین نہیں آتا۔ ایسی بے چینی میں رسٹاکس بہت مفید ہے لیکن آرسنک کی بے چینی ذہنی ہے اس میں ایکونائٹ کی طرح موت کا خوف بھی پایا جاتا ہے مگر ویسی باغیانہ شدت نہیں ہوتی بلکہ بے قراری، بے چینی اور وہم ہوتے ہیں اور مریض سمجھتا ہے کہ اسے کچھ ہونے والا ہے۔ بعض عورتوں میں صدموں اور پرسوتی بخاروں (Septic Fever) کی وجہ سے آرسنک کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ ہر وقت بے چینی میں مبتلا رہتی ہیں۔ آرسنک کی دیگر مزاجی علامتوں میں موت کا خوف بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کا مریض بے حد نازک اور نفیس مزاج ہوتا ہے جو کپڑے کی ذرا سی سلوٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میز پر اپنی چیزیں ترتیب سے رکھتا ہے اگر کوئی ذرا بھی چھیڑ دے تو غصہ سے بھڑک اٹھتا ہے لیکن آرسنک کے اس مزاج اور جسمانی بیماری میں یہ تضاد ہے کہ اس کے مریض کے اخراجات سخت بدبودار اور متعفن ہوتے ہیں۔ پیچش اور اسہال کی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہے اور تھوڑی تھوڑی اجابت بار بار ہوتی ہے، بے چینی کی وجہ سے انتڑیوں کی طبعی حرکت متاثر ہوتی ہے اور بہت سے زہریلے مادے جو قدرتی طور پر نکل جانے چاہئیں وہ جسم میں جذب ہونے لگتے ہیں جس کی وجہ سے بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وقفہ وقفہ سے تشنج ہوتا ہے اگر وقت پر آرسنک دے دی جائے تو انتڑیوں کی حرکت معمول پر آ جاتی ہے اور مریض کی طبیعت بحال ہو جاتی ہے۔

آرسنک کا گردوں کی بیماریوں سے بھی گہرا تعلق ہے۔ گردوں کی جھلیوں کو بعض تیزابی مادے نقصان پہنچاتے ہیں اور پیشاب میں البیومن آنے لگتی ہے۔ بے حد دماغی بوجھ اور مسلسل ذہنی کام دونوں مل کر اندرونی اعصاب میں بے چینی پیدا کر دیتے ہیں جس سے اندرونی جھلیاں (Mucous Membrane) حساس ہو کر بار بار پیشاب کے ذریعہ یہ بے چینی دور کرنا چاہتی ہیں۔ آرسنک کے مریض کی پیاس بھی بے چینی کا مظہر ہوتی ہے۔ گھونٹ گھونٹ پانی پیتا ہے لیکن پیاس بجھتی نہیں اصل میں یہ پیاس ہے ہی نہیں محض بے چینی کا اظہار ہے اگر بیماری لمبی ہو جائے تو پیاس کلیتاً غائب ہو جاتی ہے لیکن بے چینی قائم رہتی ہے اس صورت میں سارا جسم بے قراری سے حرکت کرتا ہے اگر جسم میں طاقت نہ ہو تو سر آگے پیچھے مارتا ہے مونہہ خشک ہونے کے باوجود پانی پینے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ مریض جلسیمیم کے مریض کے مشابہ ہو جاتا ہے لیکن ایک فرق نمایاں ہے کہ جلسیمیم کا مریض بے چین نہیں ہوتا اور اپنی گھبراہٹ اور تکلیف کا اظہار نہیں کرتا۔ آرسنک کے مریض کی بے چینی نمایاں ہوتی ہے اور وہ بار بار پہلو بدلتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا پیشاب بار بار آتا ہے جلسیمیم میں پیشاب کھل کر آتا ہے۔ یہ دونوں دوائیں ذہنی اعصابی دباؤ سے تعلق رکھتی ہیں جس سے گردے متاثر ہوتے ہیں۔

مثانے اور گلے کے کینسر میں مریض بہت بے چین ہوتا ہے آرسنک اگر ان بیماریوں میں براہ راست پوری شفا نہ بھی دے تو دوسری دواؤں کے ساتھ مل کر ضرور فائدہ پہنچاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ سب دواؤں کو ملا کر دیا جائے بعض دفعہ ادل بدل کر دینا بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔

اگر کینسر یا کسی اور بیماری کا مریض اپنے انجام کے قریب پہنچ چکا ہو اور اسے انتہائی تکلیف اور بے چینی ہو تو ایسی صورت میں اونچی طاقت میں آرسنک دینے سے بے چینی اور تکلیف کا احساس کم ہو جائے گا لیکن خطرہ ہے کہ اس کے بعد مریض سنبھلے گا نہیں کیونکہ پھر جسم مقابلہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بے چینی اور تکلیف کا احساس بھی جسم کے دفاعی نظام کو متحرک کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ یہ اپنی ذات میں بیماری بھی ہے اور شفا کا محرک بھی۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو جسم میں مقابلہ کی طرف نسبتاً توجہ کم پیدا ہوتی ہے اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ بعض دفعہ شدید تکلیف میں آرسنک اونچی طاقت میں دینا پڑتا ہے ضروری نہیں کہ اس کے نتیجہ میں مریض ضرور اپنے انجام کو پہنچ جائے اگر دوسری دوائیں علامتوں کے مطابق مل رہی ہیں تو بعض اوقات بے چینی خود بخود کم ہو جاتی ہے اور دوسری دوائیں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ اس نیت سے آرسنک دینا جائز نہیں کہ بے چینی ختم ہو کر مریض جان سے گزر جائے، محض بیماری دور کرنے کے لئے دینا چاہئے۔ جب سب دوائیں کام کرنا چھوڑ دیں اور کوئی چارہ نہ رہے تو اس خیال سے آرسنک دینا کہ بے چینی کچھ کم ہو اور دوسری دوائیں مریض کو بچانے میں مدد دیں تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے ایک مریضہ کو آرسنک ۱۰۰۰ اس حالت میں دی کہ ڈاکٹر بالکل مایوس ہو چکے تھے اور درد کم کرنے والی دوائیں بھی بند کردی تھیں کیونکہ ان سے بے چینی میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں لیکن جتنی دیر بھی رہیں بہت اطمینان اور سکون سے وقت کاٹا گویا آرسنک موت کا موجب نہیں بنتی۔ موت آگئی ہو تو آخری لمحوں کو آسان کر دیتی ہے۔

آرسنک میں گرمی، سردی کے تعلق میں فاسفورس کی طرح تضاد پایا جاتا ہے۔ مریض کا سارا جسم ٹھنڈا ہوتا ہے اور گرمی پہنچانے سے آرام محسوس ہوتا ہے لیکن معدے اور سر کی تکلیفوں میں سردی آرام دیتی ہے۔ بیماری ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہے۔ سر میں درد ہو تو دباؤ سے آرام محسوس ہوتا ہے۔ شدید متلی اور قے کا رحجان بھی پایا جاتا ہے اور معین وقفہ سے بیماری کا لوٹ آنا بھی آرسنک کی ایک خصوصیت ہے۔ اگر کوئی درد شقیقہ میں مبتلا ہو، تکلیف میں سردی سے آرام آئے سات یا چودہ دن کے معین وقفہ سے درد کا دورہ ہو تو غالب امکان ہے کہ وہ آرسنک کا مریض ہے۔ اگر ایسے درد کو کسی اور دوا سے دبا دیا جائے اور بروقت صحیح تشخیص نہ ہوسکے تو سر کا درد جوڑوں کے درد میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جب اس کا صحیح علاج ہو تو درد سر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے پھر آرسنک دینے سے خدا کے فضل سے مکمل شفا ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات عورتوں کے رحم کی بیماریاں ذہنی بیماریوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی دوا سے ماہانہ نظام ٹھیک ہو جائے لیکن بے چینی، توہمات، موت کا خوف اور پاگل پن نمایاں ہو جائے تو یہ مہنگا سودا ہے۔ آرسنک سے دونوں بیماریاں خدا کے فضل سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ خشک کھانسی اور دمہ میں بھی آرسنک مفید ہے۔ ناک میں سوزش ہو جائے خارش محسوس ہو اور چھینکیں آنے کا رحجان ہو ناک سے پتلی پانی کی طرح رطوبت بہے گلے کے گلینڈز سوج جائیں تو آرسنک بہت مفید ہے۔ دل کے لئے بھی اچھی دوا ہے اس کے مریض کی نبض باریک اور بے چین ہوتی ہے باوجود کمزوری محسوس کرنے کے نبض میں تیزی اور تناؤ پایا جاتا ہے۔ ایکونائٹ اور بیلاڈونا کے مریض کی نبض بھرپور ہوتی ہے اور کاربوویج کے مریض کی نبض بالکل کمزور ہو جاتی ہے۔ ذرا انگلیوں سے دبا دیں تو غائب ہو جاتی ہے۔ یہ بنیادی فرق یاد رکھیں تو مریض کی شناخت آسان ہو جائے گی اور آپ صحیح دوا تک بآسانی پہنچ جائیں گے۔

گنگرین (Gangrene) کے تکلیف دہ مرض جس میں اعضاء گلنے سڑنے لگتے ہیں آرسنک بہت مفید ہے۔ بعض دفعہ ڈاکٹروں نے قطعی طور پر اعضاء کاٹنے کا حکم دے دیا تھا وہاں میں نے آرسنک سی۔ایم میں دی تو اللہ کے فضل سے وہ مریض بچ گئے۔ ایک نوجوان کا ہاتھ مشین میں آکر کچلا گیا، اس کے زخم مندمل نہیں ہوئے اور بگڑ کر گنگرین میں تبدیل ہو گئے۔ ڈاکٹر نے مایوس ہو کر پہلے انگوٹھا اور پھر بازو کٹوانے کا مشورہ دیا۔ میں نے اس کے لئے آرسنک سی۔ایم تجویز کی اور ہفتہ دس دن کے بعد دہرانے کو کہا۔ چند ہفتوں کے بعد اس نے لکھا کہ درد تو ہے لیکن سیاہی رفتہ رفتہ سرخی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ کچھ ہی عرصہ میں اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو گیا اور بازو کٹوانے کی نوبت نہیں آئی۔ الحمدللہ۔ عموماً ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں سے گینگرین کا آغاز ہوتا ہے اور آرسنک اثر دکھاتا ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ اگر آرسنک اس بیماری کے خلاف رد عمل دکھلائے تو فوری اثر ہوتا ہے اگر بہتری کے آثار ظاہر نہ ہوں اور آپریشن کروانا ضروری ہو جائے تو اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ اگر گہرے ناسور ہوں تو آرسنک سے زیادہ کالی آیوڈائیڈ یا آرسنک آیوڈائیڈ کام کرتی ہیں۔

آرسنک کی ایک علامت ہائیوسمس (HYSCYAMUS) سے ملتی ہے۔ نوجوان بچیوں کو یہ بیماری پیدا ہونے سے خوفناک قسم کا ہسٹیریا ہو جاتا ہے۔ مریضہ اپنے کپڑوں اور بدن میں چٹکیاں بھرتی ہے، پاکباز ہونے کے باوجود فحش کلامی کرتی ہے۔ HYSCYAMUS کی علامتیں آرسنک میں بھی موجود ہیں لیکن اس میں نفسانی اور گندی باتوں کی آمیزش نہیں ہے جبکہ HYSCYAMUS میں نفسانی خواہشات نہ ہونے کے باوجود یہ علامت پائی جاتی ہے۔

آرسنک کی بیماریاں دن یا رات کو ۱۲ بجے کے بعد شدید ہو جاتی ہیں۔ رات کو مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مریض خوف محسوس کرتا ہے اور اکیلا رہنا پسند نہیں کرتا تکلیف بہت بڑھ جائے تو کسی کی موجودگی بھی فائدہ نہیں دیتی۔ بعض اوقات جسم میں سوزش بھی ہو جاتی ہے۔ آنکھ کے چھپر کی سوزش کالی کارب کی علامتوں کے مشابہ ہوتی ہے اور نچلے حصہ کی سوزش ایپس سے ملتی ہے۔ آرسنک کے مریض کے چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں اور چہرہ اپنی عمر سے زیادہ دکھائی دینے لگتا ہے۔

اگر پراسٹیٹ گلینڈز، گردے اور مثانے کی بیماریوں میں آرسنک کی علامات موجود ہوں لیکن آرسنک اکیلا کافی نہ ہو تو فاسفورس اس کی مددگار دوا ثابت ہوتی ہے۔ دونوں کو یکے بعد دیگرے دینے سے افاقہ ہوتا ہے اور یہ نسخہ کینسر میں بھی مفید ہے۔ میں نے اسے ایک ایسے مریض کو استعمال کروایا جس کے بارے میں ڈاکٹروں نے اعلان کردیا تھا کہ ہفتہ دس دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دوائی سے فائدہ ہوا اور ڈاکٹروں کی بات ٹل گئی اور وہ خدا کے فضل سے ایک سال تک زندہ رہا۔

آرسنک کی بے چینی بعض دفعہ پاگل پن میں تبدیل ہو جاتی ہے خودکشی کا رحجان پیدا ہو جاتا ہے اور مریض اس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ میری بخشش کے دن گزر چکے ہیں۔ اگر دوائیوں کے ذریعہ عورتوں کا ماہانہ نظام بند کردیا جائے تو اس کے بعد مستقل بدبودار مادے یا خون کے لوتھڑے نکلنے لگتے ہیں اسی طرح دیگر اخراجات کو بھی علاج کے ذریعہ بند کیا جائے تو بہت خطرناک اثرات ظاہر ہوتے ہیں جو بعض اوقات ذہنی بیماریوں پر منتج ہوتے ہیں۔ سارے جسم میں دردیں اور بے چینی ہوتی ہے اور جسم میں زہریلے مادے جمع ہونے لگتے ہیں جن کے اخراج کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور گردوں پر بہت برا اثر پڑنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اخراجات کو دوبارہ جاری کیا جائے۔ اس میں آرسنک ایک اہم دوا ہے۔ کالی آیوڈائیڈ اور آرسنک آیوڈائیڈ بھی مفید ہے۔ آرسنک اور سیکیل کور (ارگٹ) بھی ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ سیکیل کور گہرے خون کے امراض میں استعمال ہوتا ہے جہاں کالے رنگ کا متعفن خون آنا شروع ہو جائے۔ اس کے علاوہ کئی اور علامات بھی آرسنک سے ملتی ہیں جن میں بعض اوقات فرق کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن ایک فرق یہ ہے کہ سیکیل کا مریض شدید گرمی محسوس کرتا ہے اور آرسنک کا مریض سردی کی وجہ سے اپنے جسم کو ہر وقت ڈھانپا رہتا ہے اور آگ کے پاس بیٹھنا پسند کرتا ہے۔ اس میں یہ اندرونی تضاد پایا جاتا ہے کہ آرسنک کے مریض کو گرمی محسوس ہو رہی ہو تو گرمی پہنچانے سے ہی آرام آتا ہے۔ اگر دباؤ محسوس ہو تو دباؤ ہی سے آرام آتا ہے۔ انتڑیوں کی امراض میں پیٹ پھول جاتا ہے۔ تلی اور جگر بڑھ جاتے ہیں۔ سخت بدبودار اخراجات، موت کا خوف اور گھونٹ گھونٹ پانی پینا۔ یہ تصویر ذہن کو فوری طور پر آرسنک کی طرف منتقل کردے گی۔

آرسنک کی بیماریوں میں تکرار پائی جاتی ہے۔ خاص معین مدت کے بعد مرض عود کر آتی ہے۔ چار، سات یا چودہ دن کے بعد خاص وقفوں میں مرض دہرایا جاتا ہے لیکن ان کے علاوہ بعض ایسے امراض جو بار بار پلٹ آئیں مثلاً ملیریا وغیرہ ان میں بھی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ ملیریا کی روک تھام کے لئے آرسنک سے بہتر اور کوئی دوا نہیں ہے۔ یہ بخار کے دوران نہیں دینی چاہئے۔ جب بخار کا ایک حملہ گزر چکا ہو تو درمیان کے وقفہ میں دوائی دینی چاہئے۔ نیٹرم میور بھی بہترین دوا ہے۔ ملیریا سے نجات اور مستقل علاج کے لئے آرنیکا مفید ہے۔ آرسنک بھی ملیریا کی چوٹی کی دواؤں میں سے ہے۔ عام طور پر ہومیوپیتھک کتب میں چائنا پر زور دیا گیا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے کبھی چائنا سے کوئی خاص فائدہ محسوس نہیں ہوا بلکہ آرسنک اس سے بہت بہتر اثر دکھاتی ہے۔ ڈاکٹر کینٹ نے بھی یہی تجربہ کیا ہے کہ ملیریا میں آرسنک چائنا سے بہت بہتر ہے۔ میرا بھی یہی تجربہ ہے۔ ایک اصول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ملیریا کے چڑھتے بخار میں دوا نہیں دینی چاہئے جب بخار اتر رہا ہو وہ وقت دوائیں شروع کرنے کا ہے درمیان کے وقفہ میں بے شک بار بار دیں اس کے بعد اگر اگلا بخار مدہم پڑ جائے تو تسلی رکھیں کہ اگر اس عمل کو دہرائیں گے تو بخار ایک دو دفعہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ تین قسم کی علامات سے پہچان ممکن ہے کہ دوا نے کام کیا ہے یا نہیں۔

نمبر (۱) بخار کا حملہ ہوا ہے لیکن کم ہوا ہے۔

نمبر (۲) بخار کا وقت بدل گیا ہے جس وقت آنا چاہئے تھا اس کے بعد میں آیا ہے۔

نمبر (۳) اگلا بخار ہوتا ہی نہیں صرف کمزوری کی لہر محسوس ہوتی ہے اس وقت ٹانک سوپ وغیرہ دینے چاہئیں۔

اگر یہ تینوں باتیں نہ ہوں تو مریض کو فوری طور پر ایلوپیتھک ڈاکٹروں کی طرف منتقل کر دینا چاہئے۔ فوری علاج سے اس کی جان بچ سکے اس دوران ہومیوپیتھک معالجین کو موقع مل جاتا ہے کہ مزید تحقیق کریں اور اصل دوا کی شناخت کر سکتیں۔

اگر پیشاب میں البیومن آنے لگے تو اس میں بھی آرسنک بہت مفید ہے۔ خشک کھانسی کے لئے بھی بہت اچھی ہے اگر آرسنک کی دوسری عمومی علامتیں بھی پائی جائیں تو دمہ کا بھی علاج ہے اس کا دمہ عموماً خشک ہوتا ہے، گہرا بلغمی دمہ نہیں ہوتا۔ دل کے لئے بھی یہ بہت اہم دوا ہے مریض کے لئے چلنا خصوصاً بلندی پر چڑھنا بہت مشکل ہے چڑھتے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ آرسنک کے ساتھ آرسنک آیوڈائیڈ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ السر، زخموں کے ناسور بننے اور پھر گنگرین میں تبدیل ہونے میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ وضع حمل کے بعد بعض اوقات پیشاب بند ہو جاتا ہے اس میں کاسٹیکم چوٹی کی دوا ہے۔ آرنیکا سے ملا کر دی جائے تو بہت غیر معمولی فائدہ دیتی ہے لیکن اگر فائدہ نظر نہ آئے تو آرسنک دے دیں۔ گلا بیٹھنے میں بھی آرسنک بہت مفید ہے۔ کانوں کے اندر جلن اور دکھن کا احساس ہو بدبودار مواد خارج ہو جس سے خراش پیدا ہوتی ہو، ناک میں بھی جلن ہو، آنکھوں سے بھی جلن اور خراش پیدا کرنے والا پانی بہے تو آرسنک سے فائدہ ہوگا۔

آرسنک کی علامتوں میں مرطوب موسم میں آدھی رات کے بعد سرد غذا کے استعمال سے اور سمندر کے کنارے سے جانے سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ گرمی اور گرم مشروبات سے تکلیف میں کمی ہوتی ہے۔

نکاح وتقریب شادی

۲۱ اکتوبر کو مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فرخ نے عزیزہ زاہدہ رعنا سلمہا بنت مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مشتاق ساکن گاگرن (کشمیر) کا نکاح مکرم منیر احمد صاحب وانی ابن مکرم خواجہ شمس الدین صاحب وانی ساکن ترکہ پورہ (کشمیر) کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اسی روز شادی و رخصتانہ کی تقریب بخیر و خوبی عمل میں آئی۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(اعانت بدر ۱۰۰/-) حمید احمد ناصر قادیان

ولادت

خاکسار کے بھائی مکرم عبد الکریم صاحب آسنور کے ہاں ۹ مئی ۹۶ء کو بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام کے۔ ایچ۔ ناصر احمد تجویز کیا گیا ہے بچے کی صحت و سلامتی درازی عمر خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت ۵/-) (مبشر احمد محمود متعلم مدرستہ المعلمین قادیان)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی مقبولیت اور مخالفین کی گھبراہٹ

M.T.A پر پروگرام دُوردرشن چینل ۴ کے پروگرام "آجکل" میں نشر ہوگا!

(مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ اسٹیٹ)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے کیرلہ کے طول وعرض میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی مقبولیت اور اُس کی افادیت بہت عام ہو رہی ہے۔ کیرلہ کی اکثر جماعت ہائے احمدیہ اور بہت سارے احباب ڈش انٹینا لگاکر M.T.A کے روح پرور اور نہایت مفید اور پُر از معلومات پروگراموں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ نے MTA کے بارے میں ایک صد کے قریب بڑے بڑے اشتہارات اور BANNERS شہر کالیکٹ اور مضافات کے اہم مقامات میں نصب کئے۔ اس سے غیروں میں بھی MTA دیکھنے کی جستجو پیدا ہوئی اور بہت سارے غیر از جماعت افراد بھی اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

دو روز قبل دُوردرشن چینل ۴ کے (DD 4) کے چند کارندے ہمارے مشن ہاؤس میں تشریف لائے اور MTA کے بارے میں بہت ساری معلومات حاصل کیں۔ نیز اُنہوں نے چند احباب اور ایک گھرانہ میں جاکر مستورات کا اس بارے میں انٹرویو لیا اور اس کی افادیت کے بارہ میں تفصیل حاصل کی۔ ایک سوال کے جواب میں کہ دیگر ٹی وی پروگراموں اور MTA کے درمیان کیا فرق نمایاں رنگ میں نظر آرہا ہے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ دیگر T.V. channels میں جہاں فحش گانے اخلاق سوز مناظر اور مخرب اخلاق سینما وغیرہ دکھائے جاتے ہیں تو اس کے بالمقابل MTA کے پاکیزہ اور اخلاق ساز اور روح پرور پروگراموں کے ذریعہ معاشرے میں ایک روحانی اور دھارمک انقلاب برپا ہو رہا ہے۔

مذکورہ دُوردرشن کارندوں نے یہ تمام باتیں اور MTA کے ایک پروگرام کا ایک حصہ ریکارڈ کیا اور ہمیں بتایا کہ یہ پروگرام (انٹرویو وغیرہ) D.D. CHANNEL 4 کے "آجکل" کالم میں نشر کیا جائے گا۔

دوسری طرف ہماری مخالف صفوں میں اس MTA کی وجہ سے بہت بوکھلاہٹ اور پریشانی کا اظہار اپنی تقریروں اور تحریروں میں کیا جارہا ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ MTA کے حق میں تشہیر کا کام دے رہا ہے۔

چنانچہ کیرلہ مسلم لیگ کے واحد ملایالم ترجمان روزنامہ چندریکا نے (Chandrika) اپنی ۲۸ ستمبر ۹۶ء کی اشاعت میں زیر عنوان

"اسلامی ٹی۔وی۔ چینل کے لئے اب دیر نہیں کرنی چاہیئے"

مندرجہ ذیل ایک بیان شائع ہوا ہے۔

جدّہ۔ برطانیہ کو اپنا مرکز بناکر نشر کی جانے والی احمدیہ ٹی۔وی کے بارے میں اسلامی دُنیا کی طرف سے جو خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں اس کے پس منظر میں عرب نیوز (ARAB NEWS) کے ساتھ تعلق رکھنے والے ڈاکٹر عبد القادر تاش نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ احمدیہ ٹی۔وی کے ذریعہ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اسے دیکھ کر اور صرف تماشائی بن کر خاموش بیٹھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اب ضرورت ہے کہ اپنا ایک اسلامی ٹی۔وی چینل شروع کیا جائے۔

احمدیہ ٹی۔وی مسلسل ۲۴ گھنٹے اپنا پروگرام نشر کر رہی ہے۔ اس میں سے تین گھنٹے یوروپ کے لئے اور ۱۲ گھنٹے ایشین ممالک کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ چینل ۱۹۹۱ء سے شروع ہے۔ اور اس ٹی۔وی نے ایک قلیل عرصہ کے اندر بہت سارے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اسلام کے بارے میں احمدیہ ٹی وی میں جو باتیں نشر کی جارہی ہیں وہ احمدیہ نقطہ نگاہ کے مطابق ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے بہتوں کو اسلام کے بارے میں غلط باتیں مل رہی ہیں۔

ہم کئی سالوں سے اسلامی چینل کے بارے میں صرف باتیں ہی بناتے آئے ہیں۔ لیکن عملی رنگ میں ہم کچھ نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہمارے پاس دولت اور آدمیوں کی کمی ہے۔ لیکن مصمم ارادے کے ساتھ آگے بڑھنے کا ہمارے پاس کوئی انتظام اور تیاری نہیں ہے۔ اب بھی ہمیں اس معاملہ میں غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ باہر سے کوئی اور آکر ہمارے لئے یہ کام نہیں کر پائے گے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قادیانی لوگ دُنیا میں بہت اقلیت میں ہیں۔ لیکن ذرائع ابلاغ میں انہوں نے مسلمانوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آج کل یہ میدان ابلاغ بہت دولت کا متقاضی ہے۔ کیا اسلامی حکومتیں اور مسلمانوں کی تنظیمیں اس حقیقت سے واقف ہیں؟ قادر تاش نے اپنے بیان میں سوال کیا کہ کیا اسلامی دُنیا کے تاجر لوگ اور صنعت کار اس اہم میں سرمایہ ڈالنے کے لئے تیار ہیں؟ ہماری جمعیتیں اور ادارے ہمیشہ پُرانے اور فرسودہ طریقۂ کار ہی اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اپنی تمام تر توجہ تعمیر مسجد اور غریب پروری کے کاموں تک ہی محدود کئے ہوئے ہیں۔ جدید اسلامی تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اپنانے کی طرف اب بھی کسی کی توجہ نہیں۔

(روزنامہ چندریکا صفحہ ۲ محررہ ۲۸-۹-۹۶)

1996 സെപ്റ്റംബർ 28 ശനി

'ഇസ്ലാമിക ടി.വി. ചാനലിന് ഇനിയും വൈകിക്കൂട'

Chandrika daily (Muslim league [illegible]) dtd 28-9-96 [illegible]

بارہ احمدی مسلمانوں پر تبلیغ کے سلسلہ میں مقدمہ

اسلحہ سے مسلح ہوکر مسجد میں داخل ہونے کا الزام

پریس ڈیسک:- پاکستان سے آمدہ خبروں کے مطابق مورخہ ۲ اگست ۱۹۹۶ء کو جماعت احمدیہ کے ۱۲ ممبران کے خلاف ایس ایس پی صاحب جھنگ کے حکم سے تھانہ لالیاں میں ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔

تفصیلات کے مطابق ایک مخالف سلسلہ مانک علی ولد مراد بخش قوم سپرا ساکن ٹھٹھ چندو کلاں نے ایس ایس پی پولیس کی خدمت میں ایک درخواست دی جس میں لکھا کہ:

(۱) شیر ولد محمد قوم سپرا ساکن ٹھٹھ چندو کلاں۔
(۲) مانک ولد محمد قوم سپرا ساکن ٹھٹھ چندو کلاں۔
(۳) ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ۔
(۴) ڈاکٹر ناصر احمد اڈا کوٹ قاضی تحصیل چنیوٹ۔

اور ۸ دیگر افراد جو احمدی ہیں باہم صلاح مشورہ سے اسلحہ سے مسلح ہوکر آئے اور جامع مسجد ٹھٹھ چندو کلاں میں زبردستی داخل ہوگئے۔ انہوں نے مرزا طاہر احمد کی تقریر اونچی آواز میں بذریعہ ڈش انٹینا ٹی وی مسلمانوں کے گھروں تک پہنچائی اور بچوں میں پمفلٹ بھی تقسیم کئے۔

درخواست میں یہ بھی لکھا گیا کہ ملزمان اسلحہ سے مسلح ہوکر بازاروں میں بھی پھرتے رہے اور کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ ہمیں تبلیغ سے کون روکتا ہے۔

نیز یہ بھی لکھا گیا کہ شیر ولد محمد اور مانک ولد محمد دونوں اس گاؤں میں رہائش پذیر ہیں اور چھپے چھپے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ کئی لوگوں کو اپنے گھر بلاکر مرزا صاحب کی تقریر بھی سناتے ہیں لہٰذا درخواست ہے کہ ملزمان کے خلاف پرچہ درج کرکے قانونی کارروائی کی جائے اور ڈش انٹینا اپنے قبضہ میں لیا جاوے۔

اس درخواست پر ایس ایس پی صاحب نے ایس ایچ او لالیاں کو احمدیوں کے خلاف پرچہ درج کرنے کا حکم جاری فرمایا۔

یاد رہے کہ احمدی احباب داعی الی اللہ کے پروگرام کے تحت وہاں گئے تھے۔ اسلحہ لے کر جانا اور زبردستی مسجد میں داخل ہونے وغیرہ الزامات خلاف واقعہ ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہر لحاظ سے ان کا حامی وناصر ہو اور انہیں دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

دلچسپ موضوع بحث

الحمد للہ کہ اداریہ "دیوبندی چالوں سے بچئے" جس کی اب تک اٹھارہ قسطیں مکمل ہو چکی ہیں پوری دُنیا میں ایک دلچسپ موضوع بن چکا ہے۔ ہمیں اب تک احمدی اور غیر احمدی احباب کے کئی خطوط اس ضمن میں موصول ہو چکے ہیں چنانچہ حال ہی میں سابق رئیس التبلیغ امریکہ محترم بزرگوارم شیخ مبارک صاحب نے بھی اس پر دلچسپ تبصرہ فرمایا ہے اور ہندوستان سے تو کئی خطوط اب تک موصول ہو چکے ہیں جن میں سے بعض میں اس مضمون کو کتابی شکل میں شائع کئے جانے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے۔

لیکن کئی احباب تو اس مضمون میں معاون بن کر سامنے آگئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں بدر کے شمارہ ۱۷ر اکتوبر ۹۶ء میں جب حدیث کی مشہور کتاب "شمائل ترمذی" کا حوالہ دیتے ہوئے ہم نے بتایا کہ شمائل ترمذی کا دوسرا ایڈیشن جب دیوبند سے شائع ہوا تو اس میں حدیث "انا العاقب" کے بعد والی عبارت "والعاقب الذی لیس بعدہ نبیؐ" کے بین السطور لکھی ہوئی تحریر "ھٰذا قول الزھریؒ" کو "ھٰذا قول الخ" میں تبدیل کر دیا گیا۔ چنانچہ ایک عزیز نے ہمیں دیوبند سے ہی چھپی ہوئی شمائل ترمذی کا ایک تیسرا ایڈیشن دکھایا ہے۔ جس میں بین السطور تحریف شدہ عبارت "ھٰذا قول الخ" اب تیسرے ایڈیشن میں بالکل حذف کر دی گئی ہے۔

اسی طرح ایک صاحب نے ہمیں بدر مطبوعہ ۲۱ر جنوری ۱۹۸۸ء میں شائع شدہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے ایک مضمون کی طرف نشاندہی کی جس میں محترم موصوف نے حضرت علامہ علی بن احمد ابوالحسن الواحدی (وفات ۱۰۷۶ء – ۴۶۸ھ) کی کتاب "اسباب النزول" کی ایک حدیث مبارک میں نہ صرف تحریف کا بلکہ اس حدیث کو کتاب میں سے خارج کر دئے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔

علامہ واحدی نے اس معروف کتاب میں سورہ آل عمران کے شان نزول پر روشنی ڈالتے ہوئے وفد نجران کا مشہور واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی دنیا کے نمائندہ وفد پر اتمام حجت فرمائی اور دعوت الی اللہ کا حق ادا کیا چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الستم تعلمون ان ربنا حیٌّ لا یموت وان عیسیٰ اتیٰ علیہ الفناء۔

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مر سکتا مگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

۱۹۶۹ء میں اس کتاب کا ایک ایڈیشن "دار الکتاب الجدید لجنۃ احیاء تراث الاسلامی" کے زیر اہتمام چھپا جس میں الفاظ حدیث "اتیٰ علیہ الفناءُ کی بجائے" "یاتی علیہ الفناءُ" کر دیئے گئے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی۔ ماشاء اللہ اسلامی ورثہ کو زندہ کرنے والی کمیٹی نے خوب زندگی کا ثبوت دیا ہے۔ پھر ۱۹۸۵ء میں "دار الکتاب العربی بیروت" سے جب یہ کتاب شائع ہوئی تو حدیث کے الفاظ "اتیٰ علیہ الفناء" سرے سے ہی خارج کر دیئے گئے۔

افسوس کہ یہ علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وفات مسیح کے تو قائل نہیں ہوتے بلکہ حیات مسیح کے غلط عقیدہ پر قائم رہنے کے لئے انہوں نے حدیث نبویؐ کو ہی کتاب سے خارج کر دیا۔

مذکورہ ہر دو کتب کے حوالوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ احادیث میں تحریف اور اخراج کا عمل آہستہ آہستہ عمل میں آیا ہے۔ قارئین غور فرمائیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو احمدیوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے اور اپنے آپ کو حضورؐ کے عاشق بتاتے ہیں۔ ع

یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔

آل کیرلہ احمدیہ مُسلم کانفرنس

۲۳، ۲۴ر نومبر ۱۹۹۶ء

آل کیرلہ احمدیہ مُسلم کانفرنس مورخہ ۲۳، ۲۴ر نومبر ۹۶ء بروز ہفتہ و اتوار کالیکٹ میں منعقد ہو رہی ہے۔ مورخہ ۲۳ کو تربیتی اجلاس، ستیہ دودھن کی گولڈن جوبلی کی خصوصی اشاعت اور چند کتب کی رسم اجرائی اور جلسہ عام ہوگا۔ دوسرے دن مختلف موضوعات پر سیمینار۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کی صد سالہ تقریب اور جلسہ عام ہوگا۔ اس کانفرنس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان فرمائیں گے۔ شرکت کرنے کے خواہش مند حضرات براہِ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔ کانفرنس کی کامیابی اور بہترین نتائج کے لئے مؤدبانہ درخواست دُعا ہے۔

محمد عمر مبلغ انچارج

Ahmadiyya Muslim Mission. G.H. Road. CALICUT. (KERALA.) 673001

منقولات

خلافت سے نہ صرف مُسلمانوں کو برکت ہوگی

بلکہ تمام انسانوں کیلئے خیر و برکت ہوگی

ممبئی ۹ر اکتوبر (مبین احمد کے ذریعہ) اسٹوڈینٹس اسلامک موؤمنٹ آف انڈیا کے زیر اہتمام حج ہاؤس ممبئی میں "نیشنلزم یا خلافت" کے زیر عنوان سمپوزیم منعقد کیا گیا۔ مولانا مجیب اللہ ندوی (ناظم جامعہ الرشاد اعظم گڑھ) نے سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ قومیت کا تصور جو مغرب نے دیا ہے خلافت اس کے متضاد ہے کیونکہ خلافت انسانی رشتوں کو موثر کر کے اسے مستحکم کرتی ہے جبکہ قومیت انسانی رشتوں کو تقسیم کرتی ہے۔ مولانا مجیب اللہ ندوی نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ اشتراک۔ نسل۔ وطن۔ زبان اور رنگ یہ تمام چیزیں تمام قوموں میں مشترک پائی جاتی ہیں لیکن آج کے اس پُر آشوب دور میں انسان کو سینکڑوں خانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور یہی تقسیم انسان میں جارحانہ عصبیت پیدا کر دی ہے۔ مولانا موصوف نے اپنی فکر انگیز تقریر میں مزید فرمایا کہ اسلام کا کائناتی تصور یہ ہے کہ اس کا مالک و حاکم رب العزت خداوند تعالیٰ ہے اور یہ زمین کائنات کے دیگر حصوں میں اسی طرح مربوط ہے جس طرح جسم کے مختلف اعضاء ہیں اور اس زمین کی ہر چیز چار و ناچار اس کی مرضی سے چل رہی ہیں اور اس طرح انسان بھی اپنی زندگی اور موت کے تمام پہلوؤں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی کا پابند ہے۔ آپ نے آخر میں فرمایا کہ اسلام کہتا ہے کہ انسان کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت سے ہے۔ سمپوزیم کا آغاز برادر ابو سالم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جبکہ برادر علیم کے ترانہ کے بعد قومیت خلافت مہم کے آرگنائزر مسٹر عادل کھوت نے اپنی تقریر میں کہا کہ فلسطین، مسجد اقصیٰ، بابری مسجد، چیچنیا اور بوسینا اس کائنات کے تمام مسلمانوں کو بیدار ہونے کی آواز دے رہی ہیں کہا ان حالات میں ہم ان کو اس پکار پر لبیک کہہ سکیں گے۔ مسٹر عادل کھوت نے آخر میں کہا کہ قرآن کی واضح تعلیمات کے باوجود نیشنلزم کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ اور افغانستان کا حالیہ واقعہ اس جانب اشارہ کر رہا ہے کہ جب تک خلافت قائم نہیں ہو گی تب تک اسلام مکمل نہیں ہو سکتا چنانچہ آج ضرورت اسی امر کی ہے کہ مسلمان خلافت کو قائم کریں۔ کیونکہ خلافت کے قیام کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا اراکان (برما) کی طلباء تنظیم کے نمائندے نے اپنی تقریر میں برما کے مسلمانوں پر ہو رہے غیض و غضب کے واقعات کا تذکرہ کیا۔ ایس آئی ایم کے صدر مولانا عبد الباری فلاحی نے اپنی تقریر میں نیشنلزم کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے خلافت کے قیام پر زور دیا۔ بعد ازاں مسٹر حبیب رضا نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ خلافت سے نہ صرف مسلمانوں کو برکت ہو گی بلکہ تمام انسانوں کے لئے خیر و برکت ہو گی۔ دریں اثناء برادر یاسین پٹیل نے کہا کہ خلافت تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔ مسٹر اشرف جعفری نے اپنی تقریر میں کہا کہ خلافت کے بغیر عدل و امن قائم نہیں ہو سکتا لہٰذا عوام بیدار ہوں اور تمام ازم کو ترک کر خلافت قائم کریں۔ ایرانین اسٹوڈنٹس اسوسی ایشن کے نمائندے مسٹر علی عظام نے قرآنی آیات کے حوالوں سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں خلیفہ کی حیثیت سے بھیجا ہے لہٰذا اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے مسٹر علی عظام نے مزید کہا کہ اسلام میں خلافت کا تصور ایک روحانی تصور ہے جو کہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے فلسطین کے نمائندے مسٹر علی صادق نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو خلافت کے قیام کی تلقین کرتے ہوئے مسلمانوں سے دل گداز اپیل کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ چونکہ پوری دُنیا کے مسلمانوں کی مقدس یادگار ہے لہٰذا ان کی تنظیم حماس مسجد کی حصول یابی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ منظم حماس کے برپا کردہ جہاد میں تعاون دیں اور عالم بہبود کو یہ بتائیں کہ ساری دُنیا کے مسلمان ایک امت ہیں۔ ایس آئی ایم کے اس کامیاب سمپوزیم میں نظامت کے فرائض برادر الیاس خاں نے انجام دیئے حج ہاؤس کے وسیع عریض ہال میں تقریباً ساڑھے تین گھنٹوں کے اس مذاکرہ میں خواتین بھی شریک ہوئیں اور اس طرح دو پہر تقریباً ڈھائی بجے دُعائیہ کلمات کے بعد سمپوزیم اختتام پذیر ہوا۔

(روزنامہ سیاست حیدر آباد ۱۰ نومبر ۹۶ء)

(مرسلہ: مکرم محمد امام غوری صاحب حیدر آباد)

طالبان دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگ ولین کلکتہ ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794·2481652·248522

ارشادِ نبوی
اَلدِّینُ النَّصِیحَۃ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
از۔ اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 7 NOVEMBER 1996 ISSUE NO - 45

بقیہ صفحہ اوّل

☆ یورپین ممالک میں بچوں کی تربیت کے لئے کیا ہم کوئی سکول نہیں بنا سکتے؟

تین ستمبر کی شام کو بھی نماز مغرب و عشاء کی با جماعت ادائیگی کے بعد حضور نے مجلس عرفان میں سوالات کے جواب انگریزی میں ارشاد فرمائے۔ بعض سوالات جن کے حضور نے جواب دئے وہ یہ تھے:

☆ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام جہانوں میں اسلام کیسے پھیلے گا؟

☆ لولاک لما خلقت الافلاک کا کیا مطلب ہے؟

☆ کیا کل کلمے چھ ہیں؟

☆ مقتدی خاتون ,امام کے دائیں کھڑی ہوتی ہیں یا بائیں؟

☆ نبی کی کیا تعریف ہے؟

آج مجلس عرفان کے بعد خدام الاحمدیہ ہالینڈ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ اور مختلف ممالک سے تشریف لائے ہوئے مہمانوں کے اعزاز میں باربکیو کا انتظام تھا جس میں ازراہ شفقت حضور نے شمولیت فرمائی۔

روانگی برائے بیلجئم

۴ ستمبر کو نماز ظہر و عصر کی با جماعت ادائیگی کے بعد قریباً ۴ بجے شام حضور انور مع قافلہ بیلجئم کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل تمام موجود احباب نے جو حضور کو رخصت کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے, حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

مجلس سوال و جواب

حضور انور بیت السلام بیلجئم شام پونے سات بجے کے قریب پہنچے۔ سات بجے شام مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں خصوصی طور پر فرانسیسی بولنے والوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ ایک کثیر تعداد ایسے احباب کی موجود تھی جنہوں نے حضور سے سوالات, پوچھے۔ حضور نے جواب انگریزی میں ارشاد فرمائے جبکہ ان کا فرانسیسی میں رواں ترجمہ مکرم شمیم احمد خالد صاحب مبلغ انچارج بیلجئم نے پیش کیا۔ جو سوالات پوچھے گئے اور جن کے حضور نے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض یہ تھے:

☆ اگر ملک ہمیں کہے کہ دوسرے ملک کے خلاف لڑائی میں حصہ لو تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

☆ ہماری نسبت آپ کا تعلق خدا تعالیٰ سے کیسا ہے؟

☆ مذہب اور سیاست کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

☆ قرآن اور بائبل میں کیا فرق ہے؟

☆ قرآن میں ہے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" اس کے باوجود جماعت احمدیہ اور اہل سنت وغیرہ میں کیوں اختلاف ہیں؟

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں پیدا ہوئے اور وہیں فوت ہوئے۔ جماعت احمدیہ وہاں کیوں کثرت سے نہیں پھیلی؟

یہ سوال سینی گال کے ایک دوست نے کیا تھا۔ حضور انور نے جب اس کا تفصیلی جواب ارشاد فرمایا تو برملا کہہ اٹھا کہ یقیناً اب سے میں احمدی ہوں۔

☆ خدا تعالیٰ کی طرف سے کل کتنے نبی آئے اور آخری نبی کون ہے؟

☆ سنی اور شیعوں میں اور اسی طرح عام مسلمانوں اور احمدیوں میں کیا فرق ہے۔ عام مسلمان احمدیوں کے کیوں خلاف ہیں؟

☆ حضرت احمد علیہ السلام کے حالات زندگی اور عقائد کے بارے میں کچھ بتائیں؟

یہ اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا۔

مجلس عرفان

نماز مغرب و عشاء کی با جماعت ادائیگی کے بعد حضور انور نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا جس کے بعد مجلس عرفان اردو میں منعقد ہوئی۔

اس مجلس سوال و جواب میں جو اندازاً ایک گھنٹے تک جاری رہی. حضور نے جن سوالات کے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ نماز میں سجدہ گاہ کو دیکھنا کیوں ضروری ہے۔ نیز آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا کیوں ناپسندیدہ ہے؟

☆ آئے دن بے گناہ لوگ ظلم کا نشانہ بنتے رہتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ ان کی پکار کیوں نہیں سنتا؟

☆ فرض نماز کے بعد تسبیح زیادہ ثواب کا موجب ہے یا نماز مکمل پڑھنے کے بعد؟

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریز کو محسن کہا ہے حالانکہ انگریزوں نے بہت لوٹا ہے۔ ایسا کیوں فرمایا گیا؟

☆ قرآن کریم میں جبکہ خدا تعالیٰ نے مذہب کا نام اسلام رکھا ہے تو پھر جماعت نے احمدیہ جماعت اپنا نام کیوں رکھا ہے؟

☆ نظر لگنے کی کیا حقیقت ہے؟

☆ کیا تمام مجددین کی بیعت ضروری ہے؟

☆ اگر موسیٰؑ کا سمندر پھاڑنے والا معجزہ حقیقی نہیں تھا تو حضرت مسیح موعودؑ کا سرخی کے چھینٹوں والا معجزہ کیا تھا؟

☆ "لاملئن جہنم" سے کیا مراد ہے؟

۵ ستمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیلجئم سے روانہ ہو کر بخیر و عافیت لندن پہنچے۔ الحمد للہ کہ غیر معمولی مصروفیات سے معمور حضور ایدہ اللہ کا یہ دورہ ہر پہلو سے بہت مبارک رہا۔

(رپورٹ. منیر الدین شمس)

ہر انسان جو نیکیوں میں تعاون کرنے والا ہو وہ معزز سے معزّز تر ہوتا چلا جاتا ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے ۔ بڑھانے ۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک ۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں ۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں ۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے ۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں

ARROW GYM

تندرستی ہزار نعمت ہے

M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 040-219036 INDIA

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پتہ ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد ۔ کراچی ۔ فون ۔ 629443

پروپرائیٹر :-- سید شوکت علی اینڈ سنز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر ۔ حنیف احمد کامران ۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان ۔ فون ۔ 649_04524

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR , VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

طالب دعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR &
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

STAR CHAPPALS ☎ 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001